بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# كِتَابُ النِّكَاحِ

# شادی بیاہ کے مسائل کا بیان

**٩٦٣: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم "يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَائَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ, فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ ,وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ ,وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ ; فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .**

البخاری، کتاب النکاح، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من استطاع الباءۃ فلیتزوج : ٥٠٦٥، مسلم: ١٤٠٠، ابوداود: ٢٠٤٦، الترمذی: ١٠٩٣، النسائی: ٤/١٦٩، ١٧٠، ابن ماجۃ: ١٨٤٥، احمد: ١/٣٧٨، الدارمی: ٢١٧٢، ٢١٧٣، ابن الجارود: ٦٧٢، البیھقی: ٧/٧٧، ٧٧، ابن حبان: ٤٠٢٦، الحمیدی: ١١٥، ابن ابی شیبۃ: ٤/١٢٦

٩٦٣: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطاب فرمایا:"اے انجمن شباب! آپ میں سے جو نکاح کی طاقت رکھتا ہے وہ شادی کر لے، کیونکہ یہ عمل نگاہ کو نیچا رکھنے اور شرم گاہوں کی حفاظت کا ذریعہ ہے اور جسے اس کی استطاعت نہ ہو وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ اس کے لیے ڈھال کا کام دے گا۔" (بخاری و مسلم)

**لغوی تحقیق:** **النکاح**:اس کے لفظی معنی ملانے، مجازی معنی پختہ کرنے اور حقیقی معنی خلوت صحیحہ کے ہیں۔ **معشر** :اس لفظ کا اطلاق ایسی جماعت پر ہوتا ہے، جن کا معاملہ ایک جیسا ہو، خواہ وہ ایک جگہ رہتے ہوں یا مختلف مقامات پر۔ **الشباب**: یہ **شاب** کی جمع ہے، اس کے لفظی معنی حرکت اور نشاط کے ہیں، اس کا دورانیہ بلوغت سے چالیس سال کی عمر تک ہے۔ **من استطاع** : یہاں اس سے مراد صرف خلوت صحیحہ کی استطاعت نہیں، بلکہ نان ونفقہ کی صلاحیت بھی ہے۔ **الباءۃ** :اسے چار طرح سے پڑھنا درست ہے، مگر معروف قرأت باء کے بعد الف اور ہمزہ اور آخر میں گول تاء ہے، اس کے لفظی معنی خلوت صحیحہ کے ہیں، لیکن یہاں اس سے مراد مہر اور نان ونفقہ ہے، یعنی جس کے پاس خلوت صحیحہ کے اسباب وعوامل ہوں وہ نکاح کر لے۔ **اغض** :اس کے لفظی معنی نگاہ کو نیچے رکھنے کے ہیں، لیکن یہاں اس سے مراد ہے کہ جن چیزوں کو دیکھنے سے منع کیا گیا ہے ان چیزوں سے وہ اپنی نگاہوں کو روک لے۔ **احصن** : زیادہ حفاظت کرنے والا، یعنی نکاح عزتوں کا محافظ ہے۔ **الوجاء**: واؤ مکسور اور جیم ممدود۔ اس کے لفظی معنی خصی کرنے کے ہیں لیکن یہاں اس سے مراد خواہشات نفسانی کو کچلنے کے ہیں۔

**تشریح:** اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کو حصن (قلعہ) قرار دیا ہے یعنی جس طرح قلعہ اپنے باسیوں کی دشمنوں سے حفاظت کرتا ہے، اس طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر زوجین ایک دوسرے کی عزتوں کے محافظ ہوتے ہیں، اسلام میں نکاح فقط مستی اتارنے کا نام نہیں بلکہ ایک ایسا جامع اور پائدار معاہدہ ہے، جو افزائش نسل اور افکار ونظریات کی پاکیزگی کا ضامن ہے۔ حدیث مبارکہ میں شباب کو مخاطب اس لئے کیا گیا کہ عمر کا یہی وہ دورانیہ ہے جس میں نگاہیں مخالف جنس کا پیچھا کرتی ہیں۔

**فقہی احکام:** (١) جو مردانہ صلاحیت رکھنے والا شخص نان ونفقہ کا بندوبست کر سکتا ہے، اس پر نکاح کرنا فرض ہے۔ (٢) نگاہوں کو نیچا رکھنا اور عزتوں کی حفاظت کرنا فرض ہے۔ (٣) جن نوجوان حضرات وخواتین کی شادی نہ ہوئی ہو وہ کثرت سے روزہ رکھیں۔ (٤) جو نوجوان مردانہ

قوت سے عاری ہوں وہ بھی روزہ رکھیں۔

۹۶۴: وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷛ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَمِدَ اللَّهَ ,وَأَثْنَى عَلَيْهِ ,وَقَالَ " لَكِنِّي أَنَا أُصَلِّي وَأَنَامُ ,وَأَصُومُ وَأُفْطِرُ , وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ ,فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

البخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح: ۵۰۶۳، مسلم: ۱۴۰۱، النسائی: ۶/۶۰، احمد: ۳/۲۴۱،البیہقی:۷/۷۷،ابن حبان: ۳۱۷

۹۶۴: حضرت انس ﷛ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا:"لیکن میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں، روزہ بھی رکھتا ہوں اور کبھی نہیں بھی رکھتا اور میں عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں (سنو!) جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی اس کا مجھ سے کوئی واسطہ نہیں۔" (بخاری ومسلم)

**تشریح:** مؤلف ﷫ نے اختصار کے پیش نظر اس روایت کے نصف اول کو حذف کر دیا ہے، مکمل روایت اس طرح ہے کہ تین افراد حجرات ازواج نبی ﷺ پر حاضر ہوئے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کی (تنہائی کی) عبادت کے بارے میں سوال کیا، جب انہیں آپ ﷺ کی عبادت کے بارے میں بتایا گیا تو انہوں نے اپنی اپنی عبادت کو قلیل خیال کرتے ہوئے کہا کہ کہاں ہم اور کہاں نبی کریم ﷺ؟ آپ ﷺ کی تو اول تا آخر کوئی تقصیر ہی نہیں! چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا، میں ہمیشہ رات بھر عبادت کروں گا، دوسرے نے کہا، میں ہر روز روزہ رکھوں گا اور کبھی ترک نہیں کروں گا، تیسرے نے کہا، میں خواتین سے الگ رہوں گا اور کبھی شادی نہیں کروں گا، آپ ﷺ کو جب ان کی گفتگو کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:" کیا تم نے ایسے ایسے کہا ہے؟ سنو! اللہ کی قسم! میں تمہاری نسبت اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ ڈرتا ہوں اور تم سے بڑھ کر پرہیز گار ہوں لیکن میں نے............

**فقہی احکام:** (۱) بلاناغہ مسلسل روزے رکھتے رہنا ممنوع ہے (۲) وہ کام جو رسول اللہ ﷺ نے استطاعت کے باوجود نہیں کیا وہ کرنا منع ہے۔ (۳) میانہ روی دین اسلام کا ایک سنہری اصول ہے۔

۹۶۵: وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُ بِالْبَاءَةِ ,وَيَنْهَى عَنِ التَّبَتُّلِ نَهْيًا شَدِيدًا ,وَيَقُولُ " تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ إِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأَنْبِيَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ " رَوَاهُ أَحْمَدُ ,وَصَحَّحَهُ اِبْنُ حِبَّانَ.

ابن حبان، کتاب النکاح، باب العلة التی من اجلها نهیٰ عن التبتل: ۴۰۲۸، ۴۰۵۶، ۴۰۵۷، سنن سعید بن منصور: ۴۹۰، احمد: ۲/۱۷۱، ۱۷۲، ۳/۱۵۸، البیہقی: ۷/۸۱، ۸۲، النسائی: ۶/۶۵، ابو داود: ۲۰۵۰، المعجم الکبیر: ۲۰/۲۱۹

۹۶۵: حضرت انس ﷛ ہی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں نکاح کرنے کا حکم فرماتے تھے اور غیر شادی شدہ رہنے سے نہایت سختی سے منع فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ " کثرت سے بچے جنم دینے والی اور شوہر سے خوب محبت کرنے والی خواتین سے شادی کرو، کیونکہ تمہاری کثرت کی وجہ سے قیامت کے روز دیگر امتوں پر فخر کروں گا۔" (اسے احمد نے روایت کیا ہے اور ابن حبان نے صحیح کہا ہے۔)

**لغوی تحقیق:** التبتل: اس کے لفظی معنی الگ رہنے کے ہیں، یہاں اس سے مراد بیوی سے الگ تھلگ رہنا ہے اور بتول بھی اسی سے ماخوذ ہے، بتول اس عورت کو کہتے ہیں جس کے دل میں مردوں کی چاہت نہ ہو۔ **الولود:** واؤ مفتوح اور لام مضموم، کثرت سے بچے جنم دینے والی خاتون۔ **ودود:** واؤ مفتوح اور دال مضموم، شوہر کو بہت زیادہ چاہنے والی خاتون۔ **مکاثر:** فخر کرنا۔

**تشریح:** اس حدیث مبارکہ میں ایسی خواتین سے شادی کرنے کی رغبت دلائی گئی ہے جو کثرت سے بچے جنم دیتی ہوں، ظاہر ہے کہ یہ دیکھنے

کیلئے کہ کنواری لڑکی دلہن بننے کے بعد کثرت سے بچے جنم دے گی یا نہیں؟ اس لڑکی کی والدہ، دادی، خالائیں اور پھوپھیوں کو دیکھا جائے گا کہ ان کی اولاد کتنی ہے۔

فی نفسہ اس روایت کی سند حسن ہے، لیکن حضرت معقل بن یسار، حضرت سہل بن حنیف، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے مروی روایات اس کی شاہد ہیں۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کو امام ابن حبان اور امام حاکم نے صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے اس پر مہر تصدیق ثبت کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی روایت کو علامہ جلال الدین السیوطی نے صحیح کہا ہے۔

**فقہی احکام:** خاندانی منصوبہ بندی درست فعل نہیں۔

**٩٦٦: وَلَهُ شَاهِدٌ عِنْدَ أَبِي دَاوُدَ ,وَالنَّسَائِيِّ ,وَابْنِ حِبَّانَ أَيْضًا مِنْ حَدِيثِ مَعْقَلِ بْنِ يَسَارٍ رضی اللہ عنہ.**

ابوداود، کتاب النکاح، باب النهی عن تزویج من لم یلد من النساء: ۲۰۵۰، النسائی: ۶/ ۶۵، ابن حبان: ۴۰۵۶، ۴۰۵۷، الحاکم: ۱۶۲/۲

**٩٦٦:** اس کی ایک شاہد روایت ابوداؤد، نسائی اور ابن حبان نے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

**تشریح:** حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! میں ایک خوبرو عورت سے شادی کرنا چاہتا ہوں لیکن وہ بانجھ ہے، کیا میں اس سے شادی کر لوں؟ آپ ﷺ نے منع فرمایا، پھر وہ دوبارہ حاضر خدمت ہوا، آپ ﷺ نے پھر اسے منع کر دیا، پھر تیسری بار آیا، آپ ﷺ نے پھر منع کر دیا اور فرمایا: "شوہر سے خوب محبت کرنے والی اور کثرت سے بچے جنم دینے والی خاتون سے شادی کرو۔"

**٩٦٧: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ "تُنْكَحُ اَلْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا ,وَلِحَسَبِهَا ,وَلِجَمَالِهَا ,وَلِدِينِهَا ,فَاظْفَرْ بِذَاتِ اَلدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ مَعَ بَقِيَّةِ اَلسَّبْعَةِ.**

البخاری، کتاب النکاح، باب الاکفاء فی الدین: ۵۰۹۰، مسلم: ۱۴۶۶، ابوداود: ۲۰۴۷، النسائی: ۶/ ۶۸، ابن ماجة: ۱۸۵۸، احمد: ۲/ ۴۲۸، الدارمی: ۲۱۷۷، الدارقطنی: ۳/ ۳۰۲، البیهقی: ۷/ ۷۹، ابن حبان: ۴۰۳۶، ۴۰۳۷، البغوی: ۲۲۴۰، الحاکم: ۲/ ۱۶۱، ابو یعلیٰ: ۱۰۱۲، البزار: ۱۴۰۳

**٩٦٧:** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "چار خوبیوں کی وجہ سے خواتین سے شادی کی جاتی ہے، اس کے مالدار ہونے کی وجہ سے، اس کی خاندانی شرافت کی وجہ سے، اس کے حسن و جمال کی وجہ سے اور اس کی دینداری کی وجہ سے، تم دیندار کو اختیار کر کے کامیابی حاصل کرو، تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں۔" (بخاری و مسلم اور ساتوں نے بھی اسے بیان کیا ہے۔)

**لغوی تحقیق:** **حسبها:** حاء اور سین مفتوح، اس کی خاندانی شرافت۔ **فاظفر بذات الدین:** اس کی شرط محذوف ہے، یعنی خواتین کی چار خوبیاں جو میں نے بیان کی ہیں ان میں سے آخری خوبی تو، جس میں پائے اس سے شادی کر کے دنیا و آخرت کی فوز و فلاح حاصل کر لے۔ **تربت یداک:** یہ کلمہ بظاہر بددعائیہ ہے، لیکن کلام عرب میں یہ بطور دعا بھی مستعمل ہے اور یہاں بھی دعا ہی مقصود ہے۔

**تشریح:** مرد کی چاہت چار قسم کی ہوتی ہے۔ (۱) بعض مرد ایسے ہیں جو اپنے لئے مالدار خاتون کا انتخاب کرتے ہیں۔ (۲) بعض حسن و جمال کو ترجیح دیتے ہیں۔ (۳) بعض کے نزدیک خاندانی شرافت عزیز ہوتی ہے۔ (۴) کچھ دین دار خاتون کے متلاشی ہوتے ہیں۔ پہلی تینوں خوبیاں ظاہری ہیں اور آخری خوبی حقیقی اور ابدی ہے، اس لئے آپ ﷺ نے اس کے حصول کو فوز و فلاح سے تعبیر فرمایا ہے۔ اسی مفہوم کی

حدیث ابوسعید خدری سے بھی مروی ہے۔خوبصورت، مالدار اور خاندانی شرافت والی خواتین سے نکاح کرنا مطلق نا مناسب نہیں، البتہ اس صورت میں نامناسب ہے جب وہ دین داری کی خوبی سے عاری ہوں۔

**٩٦٨: وَعَنْهُ أَنَّ اَلنَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَفَّأَ إِنْسَانًا إِذَا تَزَوَّجَ قَالَ " بَارَكَ اَللَّهُ لَكَ ,وَبَارَكَ عَلَيْكَ ,وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ " رَوَاهُ أَحْمَدُ ,وَالْأَرْبَعَةُ ,وَصَحَّحَهُ اَلتِّرْمِذِيُّ ,وَابْنُ خُزَيْمَةَ ,وَابْنُ حِبَّانَ.**

ابوداود، كتاب النكاح، باب مايقال للمتزوج: ٢١٣٠، الترمذى: ١١٠٣، ابن ماجة: ١٩٠٥، احمد: ٣٨١/٢، الدارمى: ٢١٨٠، ابن حبان: ٤٠٥٢، النسائى فى عمل اليوم والليلة: ٢٥٩ و فى الكبرىٰ: ٧٣/٦، ابن السنى فى عمل اليوم والليلة: ٦٠٩، الحاكم: ١٨٣/٢، البيهقى: ١٤٨/٧

٩٦٨: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کسی ایسے شخص کو مبارکباد دیتے جس نے حال ہی میں شادی کی ہوتی تو فرماتے: "اللہ تعالیٰ تیرے لئے شادی مبارک بنائے اور تجھ پر برکات نازل فرمائے، تم دونوں کے مابین بھلائی جمع فرمائے۔" (اسے چاروں نے بیان کیا ہے، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے صحیح کہا ہے۔)

**لغوی تحقیق:** رفأ: راء مفتوح اور فاء مشدد، مبارکباد دینا۔

**تشریح:** اس حدیث سے یہ واضح ہوا کہ کسی شخص کو یہ کہہ دینا کافی نہیں کہ تجھے فلاں چیز مبارک ہو، بلکہ اس شخص کے حق میں دعائیہ کلمات کہنا مستحب ہیں۔

**٩٦٩: وَعَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه قَالَ عَلَّمَنَا رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ اَلتَّشَهُّدَ فِي اَلْحَاجَةِ " إِنَّ اَلْحَمْدَ لِلَّهِ ,نَحْمَدُهُ ,وَنَسْتَعِينُهُ, وَنَسْتَغْفِرُهُ ,وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا ,مَنْ يَهْدِهِ اَللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَاهَادِيَ لَهُ ,وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اَللَّهُ, وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ"وَيَقْرَأُ ثَلَاثَ آيَاتٍ .رَوَاهُ أَحْمَدُ ,وَالْأَرْبَعَةُ ,وَحَسَّنَهُ اَلتِّرْمِذِيُّ ,وَالْحَاكِمُ .**

ابوداود، كتاب النكاح، باب فى خطبة النكاح: ٢١١٨، الترمذى: ١١٠٧، النسائى: ١٠٤/٢، ابن ماجة: ١٨٩٢، احمد: ٤٣٢/١، الدارمى: ٢٢٠٨، ابن الجارود: ٦٧٩، الحاكم: ١٨٢/٢، ١٨٣، البيهقى: ١٤٦/٧، المعجم الاوسط: ٢٤٣٥

٩٦٩: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تشہد الحاجت سکھایا۔"ہر قسم کی حمد و ستائش اللہ ہی کیلئے ہے، ہم اسی کی تعریف بیان کرتے ہیں، اس سے مدد کے طلب گار ہیں، اسی سے بخشش و مغفرت کے امیدوار ہیں، ہم اپنی ذات کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، جسے اللہ ہدایت سے سرخرو فرمائے، اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ ضلالت کی تاریکیوں میں دھکیل دے اس کی کوئی راہنمائی نہیں کر سکتا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ﷺ ہیں۔" پھر آپ ﷺ نے تین آیات تلاوت فرمائیں۔ اسے احمد اور چاروں نے روایت کیا ہے، ترمذی اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔

**لغوی تحقیق:** الحاجة: وہ چیز جس کی انسان کو ضرورت ہو، امام ابن کثیر نے 'الارشاد' نامی کتاب میں اس روایت کو نقل کیا ہے، اس میں مزید یہ الفاظ بھی ہیں کہ نکاح وغیرہ کے وقت۔

**تشریح:** جب انسان کو کوئی اہم چیز درکار ہو تو وہ مذکورہ مسنون خطبہ، سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ١٠٢، سورۃ نساء کی آیت نمبر ١، اور سورۃ احزاب کی آیت نمبر ٧٠۔٧١، تلاوت کرنے کے بعد، اپنی وہ ضرورت باری تعالیٰ کے سامنے پیش کرے اور اس کے حصول کیلئے اس سے اس کی توفیق و اعانت طلب کرے۔ یہ روایت متعدد طرق سے منقول ہے، اس کا ایک طریق منقطع اور دوسرے موصولاً ہیں، دارمی میں ان آیات کا ذکر

بھی ہے جن کی وضاحت تشریح میں کی گئی ہے۔

**فقہی احکام:** شادی کے موقع پر مذکورہ خطبہ پڑھنا مسنون ہے۔

**۹۷۰: وَعَنْ جَابِرٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ " إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ ,فَإِنْ اِسْتَطَاعَ أَنْ يَنْظُرَ مِنْهَا مَا يَدْعُوهُ إِلَى نِكَاحِهَا ,فَلْيَفْعَلْ " رَوَاهُ أَحْمَدُ ,وَأَبُو دَاوُدَ ,وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ ,وَصَحَّحَهُ اَلْحَاكِمُ.**

ابوداود، کتاب النکاح، باب فی الرجل ینظر الی المرأۃ و ھو یرید تزویجھا: ۲۰۸۲، احمد: ۳۳۴/۳، الحاکم: ۱۶۵/۲، البیھقی: ۸۴/۴، ابن ابی شیبۃ، کتاب النکاح من ارادان یتزوج المرأۃ: ۳۵۵/۴، الطحاوی: ۱۴/۳، المعجم الاوسط: ۹۱۵

۹۷۰: حضرت جابر ﷛ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو منگنی کا پیغام بھیجے، تو اس کیلئے اگر اس عورت کو دیکھنا ممکن ہو تو وہ اس عورت کی ان خوبیوں کا مشاہدہ کرسکتا ہے جو نکاح میں مطلوب ہوتی ہیں۔" (اسے احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور اس کے جملہ رواۃ ثقہ ہیں، امام حاکم نے صحیح کہا ہے۔)

**تشریح:** زیر مطالعہ حدیث کا متن صحیح ہے، لیکن اس کی سند ضعیف ہے، کیونکہ امام احمد، امام ابوداؤد، امام حاکم، امام بیہقی، امام ابن ابی شیبہ اور امام طحاوی نے یہ روایت محمد بن اسحاق کے طریق سے نقل کی ہے، محمد بن اسحاق نے یہ روایت داؤد بن الحصین سے معنعن نقل کی ہے اور محمد بن اسحاق معروف مدلس ہے۔ اس کی شاہد متعدد روایات ہیں، ان میں سے ایک مرفوع روایت حضرت ابوحمید انصاری ﷛ سے تقریباً انہیں الفاظ کے ساتھ مرفوعاً منقول ہے، اس روایت کو امام احمد، امام طبرانی اور امام البزار نے روایت کیا ہے۔ علامہ ہیثمی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ رجال مسند احمد صحیح ہے۔

**فقہی احکام:** جس خاتون سے نکاح کرنا مقصود ہو اسے عمداً دیکھنا جائز ہے۔

**۹۷۱: وَلَهُ شَاهِدٌ عِنْدَ اَلتِّرْمِذِيِّ ,وَالنَّسَائِيِّ ; عَنِ الْمُغِيرَةِ ﷛.**

الترمذی، ابواب النکاح، باب ماجاء فی النظر الی المخطوبۃ: ۱۰۹۹، النسائی: ۶۹/۶، ابن ماجۃ: ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، احمد: ۲۴۴/۴، الدارمی: ۲۱۷۸، الدارقطنی: ۲۵۲/۳، البیھقی: ۸۴/۷، ابن حبان: ۴۰۴۲، ابن ابی شیبۃ: ۳۵۵/۴، الطحاوی: ۱۴/۳

۹۷۱: اس کی ایک شاہد روایت امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت مغیرہ ﷛ سے نقل کی ہے۔

**تشریح:** اس روایت کے اگرچہ تمام رواۃ ثقہ ہیں، لیکن اس میں ایک علت کا خدشہ ہے، یعنی ثابت بنانی آخری عمر میں اختلاط کے شکار ہو گئے تھے اور ثابت سے جو روایت شعبہ، حماد بن سلمہ، حماد بن زید اور سلیمان بن مغیرہ نقل کرتے ہیں وہ تو بلاشبہ اس وقت تک صحیح ہیں جب تک ان میں کوئی دوسری علت نہ ہو، زیر مطالعہ روایت چونکہ ثابت سے معمر نقل کرتے ہیں اس لئے راقم کو یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ ثابت سے معمر کا سماع قدیم ہے یا نہیں؟ البتہ یہ روایت حضرت مغیرہ ﷛ سے بکر بن عبداللہ مزنی نے بھی نقل کی ہے ممکن ہے کہ اسی وجہ سے امام حاکم، امام ذھبی اور امام البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

**۹۷۲: وَعِنْدَ اِبْنِ مَاجَهْ ,وَابْنِ حِبَّانَ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ ﷛.**

ابن ماجۃ، ابواب النکاح، باب النظر الی المرأۃ اذا اراد ان یتزوجھا: ۱۸۶۴، ابن حبان: ۴۰۴۲، سنن سعید بن منصور: ۵۱۹، ابن ابی شیبۃ: ۳۵۶/۴، احمد: ۲۲۵/۴، الطحاوی: ۱۳/۳، البیھقی: ۸۵/۷، الحاکم: ۴۳۴/۳

۹۷۲: اس کی ایک شاہد روایت ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت محمد بن مسلمہ ﷛ سے روایت کی ہے۔

**تشریح:** یہ روایت سہل بن محمد اور اس کے چچا سلیمان بن ابی حثمہ کی وجہ سے ضعیف ہے، یہی روایت ایک دوسرے طریق سے بھی منقول ہے اور وہ طریق بھی ضعیف ہے۔

**۹۷۳: وَلِمُسْلِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ اَلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ تَزَوَّجَ اِمْرَأَةً "أَنَظَرْتَ إِلَيْهَا؟" قَالَ لَا قَالَ "اِذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا "**

مسلم، كتاب النكاح، باب ندب النظر الى وجه المرأة وكفيها لمن يريد تزوجها: ۱۴۲۴، الحميدى: ۱۱۷۲، احمد: ۲۹۹/۲، الطحاوى: ۱۴/۳، ابن حبان: ۴۰۴۱ ـ ۴۰۴۴، سعيد بن منصور: ۵۲۳، الد ارقطنى: ۲۵۳/۳، البيهقى: ۸۴/۷، النسائى: ۷۷/۶

۹۷۳: مسلم میں حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک ایسے شخص نے فرمایا (جو شادی کرنے کا خواہش مند تھا)" کیا تم نے اس خاتون کو دیکھا ہے؟" اس نے عرض کیا، نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:" جاؤ پہلے اسے دیکھ لو۔"

**تشریح:** مؤلف ؒ کے ذکر کردہ الفاظ میں تو ذکر کردہ خاتون کا تذکرہ نہیں لیکن امام ابن حبان نے جو الفاظ نقل کئے ہیں اس میں یہ صراحتاً مذکور ہے کہ وہ آدمی ایک انصاری خاتون سے شادی کرنا چاہتا تھا، آپ ﷺ نے اسے فرمایا:" جاؤ اس خاتون کو دیکھو، کیونکہ انصار کی خواتین کی آنکھوں میں کچھ خرابی پائی جاتی ہے۔"

**۹۷۴: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ " لَا يَخْطُبْ بَعْضُكُمْ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ ,حَتَّى يَتْرُكَ اَلْخَاطِبُ قَبْلَهُ ,أَوْ يَأْذَنَ لَهُ اَلْخَاطِبُ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ,وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ.**

البخارى، كتاب النكاح، باب لايخطب على خطبة اخيه حتى ينكح او يدع: ۵۱۴۲، مسلم: ۱۴۱۲، ابوداود: ۲۰۸۱، النسائى: ۷۲/۶ ـ ۷۴، ابن ماجة: ۱۸۶۸، احمد: ۱۴۲/۲، البيهقى: ۱۸۰/۷، ابن حبان: ۴۰۴۷، ۴۰۴۸

۹۷۴: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:" آپ میں سے کوئی ایک اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر اپنا پیغام نکاح نہ بھیجے، تاوقتیکہ پیغام نکاح بھیجنے والا ازخود اپنا ارادہ ترک کر دے یا وہ اسے اجازت دیدے۔" (بخاری ومسلم) مذکورہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

**تشریح:** یہ حدیث حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ سے مروی حدیث کے بظاہر خلاف ہے کیونکہ اس میں یہ صراحتاً ہے کہ اس نے آپ ﷺ سے تذکرہ کیا کہ اسے تین اشخاص نے نکاح کا پیغام بھیجا ہے اور آپ ﷺ نے ان تینوں پر کوئی نکیر نہیں فرمائی۔ ممکن ہے کہ ان کی طرف پیغام بھیجنے والوں کو ایک دوسرے کے پیغام بھیجنے کی اطلاع نہ ہو یا فاطمہ نے انکار کر دیا ہو۔

**فقہی احکام:** جب کسی ایک طرف منگنی کی بات چیت چل رہی ہو تو دوسرے فریق کو اس وقت تک ان سے منگنی کی بات چیت نہیں کرنی چاہیے جب تک ان کی بات ناکام نہ ہو جائے یا وہ اجازت نہ دیدیں۔

**۹۷۵: وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَلسَّاعِدِيِّ ؓ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اَللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اَللَّهِ! جِئْتُ أَهَبُ لَكَ نَفْسِي ,فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ فَصَعَّدَ اَلنَّظَرَ فِيهَا ,وَصَوَّبَهُ ,ثُمَّ طَأْطَأَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ رَأْسَهُ ,فَلَمَّا رَأَتْ اَلْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ ,فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ! إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا، قَالَ " فَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ؟ " فَقَالَ لَا ,وَاَللَّهِ يَا رَسُولَ اَللَّهِ، فَقَالَ " اِذْهَبْ إِلَى أَهْلِكَ ,فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا؟ " فَذَهَبَ ,ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا ,وَاَللَّهِ يَا رَسُولَ اَللَّهِ، مَا وَجَدْتُ شَيْئًا، فَقَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ " انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ " فَذَهَبَ، ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاَللَّهِ ,يَا رَسُولَ اَللَّهِ ,وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ ,وَلَكِنْ هَذَا إِزَارِي قَالَ سَهْلٌ مَالُهُ رِدَاءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ " مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ؟ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ، وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ شَيْءٌ " فَجَلَسَ اَلرَّجُلُ ,وَحَتَّى**

**إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ فَرَآهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُوَلِّيًا ,فَأَمَرَ بِهِ ,فَدُعِيَ لَهُ ,فَلَمَّا جَاءَ، قَالَ " مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟ " قَالَ مَعِي سُورَةُ كَذَا ,وَسُورَةُ كَذَا ,عَدَّدَهَا، فَقَالَ " تَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ؟ " قَالَ نَعَمْ, قَالَ "اِذْهَبْ ,فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ,وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ لَهُ " اِنْطَلِقْ ,فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا ,فَعَلِّمْهَا مِنَ الْقُرْآنِ " وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ " أَمْلَكْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ "**

**البخاری، کتاب النکاح، باب تزویج المعسر ......: ۵۰۸۷، مسلم: ۱۴۲۵، ابوداود: ۲۱۱۱، الترمذی: ۱۱۲۶، النسائی: ۶/۱۱۳، ابن ماجة: ۱۸۸۹، احمد: ۵/۳۳۰، ابن حبان: ۴۰۹۳، المؤطا: ۲/۵۲۶، البیھقی: ۷/۱۴۴، الطحاوی: ۳/۱۶، ۱۷، البغوی: ۲۳۰۲، الحمیدی: ۹۲۸، ابن الجارود: ۷۱۶، الطبرانی: ۶/۵۷۵۰، ۵۷۸۱، ۵۹۰۷، ۵۹۱۵**

**۹۷۵:** حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! میں خود کو آپ ﷺ کیلئے ہبہ کرنے کیلئے حاضر ہوئی ہوں، رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف التفات فرمایا اور اسے خوب غور سے سر سے پاؤں تک دیکھا، پھر آپ ﷺ نے سر جھکا لیا، جب اس عورت نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے تا حال اس کے بارے میں کوئی فیصلہ صادر نہیں فرمایا تو وہ بیٹھ گئی، اور آپ ﷺ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ ﷺ کو اس کی ضرورت نہیں تو پھر اس کا نکاح مجھ سے کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہارے پاس کچھ ہے؟" اس نے عرض کیا، اللہ کی قسم! یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنے گھر جا کر کوئی چیز تلاش کرو۔" وہ گیا پھر واپس آ گیا اور عرض کیا، اللہ کی قسم! مجھے کچھ نہیں ملا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جاؤ دیکھو! ہو سکتا ہے کہ لوہے کی انگوٹھی مل جائے۔" وہ گیا اور واپس لوٹ آیا اور عرض کیا، اللہ کی قسم! یا رسول اللہ ﷺ لوہے کی انگوٹھی بھی میسر نہیں آئی، لیکن میرے پاس ایک تہہ بند ہے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس کے پاس فقط ایک ہی چادر تھی اس نے اس میں سے نصف عورت کو دینے کی پیشکش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ تیری چادر کو کیا کرے گی؟ کیونکہ اگر وہ چادر تم پہن لو گے تو اس کیلئے کچھ نہیں بچے گا اور اگر وہ پہن لے گی تو تمہارے لئے کچھ نہیں رہے گا۔" چنانچہ وہ آدمی بیٹھ گیا یہاں تک کہ مجلس طویل ہو گئی پھر وہ اٹھ کر چل دیا، آپ ﷺ نے اسے واپس جاتے ہوئے دیکھ کر واپس بلانے کا حکم فرمایا، چنانچہ اسے واپس بلا لیا گیا، جب وہ حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا: "تجھے کتنا قرآن یاد ہے؟" اس نے عرض کیا، مجھے فلاں فلاں سورت یاد ہے، اس نے وہ گننا شروع کر دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا یہ سورتیں تم زبانی پڑھ سکتے ہو؟" اس نے عرض کیا، جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جاؤ! میں نے تمہارا نکاح اس عورت سے ان سورتوں کے عوض کر دیا جو تمہیں یاد ہیں۔" (بخاری و مسلم) مذکورہ الفاظ مسلم کے بیان کردہ ہیں، مسلم ہی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: "جاؤ! میں نے تمہارا نکاح اس سے کر دیا اور تم اسے قرآن حکیم سکھا دو۔" اور بخاری کی ایک روایت میں ہے "میں نے آپ کو اس کا مالک بنا دیا اس قرآن کے عوض جو تمہارے پاس ہے۔"

**لغوی تحقیق:** **امرأة** : مؤلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اس عورت کے نام کا سراغ نہیں لگا سکا، علامہ عینی کا کہنا ہے کہ وہ خاتون خولہ بنت حکیم یا ام شریک ازدیہ تھیں۔ **اھب لک** : میں آپ ﷺ کو اپنی ذات کا مالک بناتی ہوں، یعنی رسول اللہ ﷺ کے حرم میں داخل ہونا چاہتی ہوں۔ اس کے جواب میں اگر آپ ﷺ یہ فرما دیتے کہ میں نے قبول کر لیا تو وہ امہات المؤمنین میں شامل ہو جاتی۔ نکاح کا یہ خصوصی طریقہ اللہ نے فقط رسول اللہ ﷺ کیلئے مباح رکھا تھا۔ **صعد النظر** : صاد مفتوح اور عین مشدد مفتوح، آپ ﷺ نے اپنی نظر اوپر اٹھائی اور اسے خوب غور سے دیکھا۔ **صوب النظر** : صاد مفتوح اور واؤ مشدد مفتوح، آپ ﷺ نے اس کے نیچے والے دھڑ کو خوب غور سے دیکھا۔ **طأطأ راسه** : اپنا

سر نیچے جھکا لیا، یعنی اسے اپنے لئے پسند نہ فرمایا۔ رجل: مؤلف ؒ فرماتے ہیں کہ میں اس شخص کے نام کا سراغ نہیں لگا سکا۔ ازار: ہمزہ مکسور ، چھوٹی چادر جو بطور تہہ بند پہنی جاتی ہے ردا ء: راء مکسور اور دال ممدود، وہ چادر جو کپڑوں کے اوپر سے پہنی جاتی ہے، یا وہ چادر جس کے ساتھ جسم کے اوپر والے حصہ کو ڈھانپا جاتا ہے اور یہاں یہی مراد ہے۔ عن ظهر قلبك: زبانی پڑھنا۔ ملكتكها، زوجتكها، املكناكها: مؤلف ؒ نے مذکورہ الفاظ نقل کر کے رواۃ کے اختلاف کا ذکر کیا ہے یعنی مختلف رواۃ نے مختلف الفاظ بیان کئے ہیں اور تمام الفاظ ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہو سکتے ہیں، ممکن ہے کہ رواۃ نے آخری الفاظ بالمعنیٰ نقل کئے ہوں اور یہ بھی ممکن ہو کہ آپ ﷺ نے یکے بعد دیگرے دونوں ہی الفاظ استعمال کئے ہوں۔

**فقہی احکام:** (۱) عورت کسی صالح انسان کے سامنے پیش ہو کر اسے شادی کا پیغام دے سکتی ہے۔ (۲) جس عورت سے شادی کرنے کا ارادہ ہو، اسے غور سے دیکھا جا سکتا ہے۔ (۳) جس عورت کا کوئی ولی نہ ہو، حاکم اس عورت کی ولایت کے فرائض سرانجام دے گا۔ (۴) نکاح کیلئے حق مہر لازم ہے خواہ وہ انتہائی قلیل ہو۔ (۵) اگر مادی اشیا موجود نہ ہوں تو قرآن حکیم کی سورتوں کی تعلیم بھی بطور حق مہر مقرر کی جا سکتی ہے۔ (۶) قسم کا مطالبہ کئے بغیر بھی قسم اٹھائی جا سکتی ہے۔ (۷) نکاح کیلئے خطبہ نکاح جزو لازم نہیں۔ (۸) نکاح کیلئے ایجاب وقبول ضروری ہے۔ (۹) اگر عورت راضی ہو تو نکاح تنگ دست مسلمان سے بھی کیا جا سکتا ہے۔ (۱۰) حق مہر حسب استطاعت مقرر ہونا چاہیے۔ (۱۱) نکاح خواں بہتر حق مہر کیلئے اصرار کر سکتا ہے۔ (۱۲) لوہے کی انگوٹھی پہنی جا سکتی ہے۔ (۱۳) قرآن کی تعلیم کی اجرت لی جا سکتی ہے۔

**۹۷۶: وَلِأَبِي دَاوُدَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ "مَا تَحْفَظُ؟" قَالَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ ,وَالَّتِي تَلِيهَا قَالَ "قُمْ فَعَلِّمْهَا عِشْرِينَ آيَةً"**

ابوداود، کتاب النکاح، باب فی تزویج علی العمل یعمل: ۲۱۱۲، النسائی فی الکبری: ۳/۳۱۳، البیهقی: ۱۴۰۹۳، ۱۴۷۳۳، ۱۴۷۴۲، ابن حبان: ۴۰۹۶

**۹۷۶: امام ابوداؤد** نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہیں کیا کچھ یاد ہے۔" اس نے عرض کیا، سورۃ بقرہ اور اس کے بعد والی سورت۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اٹھو! اسے بیس آیات سکھا دو۔"

**تشریح:** اس حدیث سے یہ واضح ہوا کہ حق مہر عورت کا حق لازم ہے اور یہ کم از کم بھی ہو سکتا ہے اور زیادہ سے زیادہ بھی۔ حضرت عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ اناج کا ایک بیج بھی ہو سکتا ہے۔ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک خاتون کا نکاح ایک جوتے کے جوڑے کے عوض فرمایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کھجور کی گٹھلی کے وزن کے برابر سونا دیکر ایک انصاریہ خاتون سے نکاح کیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سونے کی قیمت تین اور ایک تہائی درہم لگائی گئی تھی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ ہم عہد رسالت میں ایک مٹھی بھر اناج کے عوض نکاح کر لیا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فتوی ہے کہ اگر خاتون راضی ہو تو ایک مسواک بھی حق مہر کے طور پر مقرر کی جا سکتی ہے۔

جن روایات میں دس درہم سے کم حق مہر مقرر کرنے سے منع کیا گیا ہے، وہ تمام روایات کمزور ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی مرفوع روایت حجاج بن ارطاۃ کے ضعیف اور مبشر بن عبید کے متروک ہونے کی وجہ سے سخت ضعیف ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی موقوف روایت داؤد بن یزید الاودی کی وجہ سے سخت ضعیف ہے۔

**۹۷۷: وَعَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ,عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ "أَعْلِنُوا النِّكَاحَ" رَوَاهُ أَحْمَدُ وَصَحَّحَهُ الْحَاكِمُ**

احمد: ۴/ ۵، الحاکم: ۲/ ۱۸۳، ابن حبان، کتاب النکاح، باب ذکر وصف تزویج المصطفیٰ: ۴۰۶۶، البزار: ۱۴۳۳، الحلیة: ۳۲۸/۸، البیهقی: ۲۸۸/۷، المعجم الاوسط: ۵۱۴۱

۹۷۷: عامر بن عبداللہ بن زبیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نکاح کا اعلان کرو۔" اسے احمد نے روایت کیا ہے اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔

**لغوی تحقیق:** اعلنوا: اعلان کرو، یعنی مخفی نکاح مت کرو۔

**تشریح:** اس حدیث کو علامہ ابن دقیق العید نے ؛الامام؛ میں درج کیا ہے اور انہوں نے اس کتاب کے متعلق فرمایا ہے کہ میں نے اس کتاب میں فقط صحیح احادیث ہی نقل کی ہیں۔ امام طبرانی اس حدیث کو تحریر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ابن زبیر سے یہ حدیث اسی سند سے مروی ہے

**فقہی احکام:** (۱) نکاح کا اعلان کیا جائے۔ (۲) مخفی نکاح باطل ہے۔ (۳) مالکیوں کے نزدیک اعلان نکاح فرض ہے۔ (۴) نکاح کا اعلان دف کے ذریعے بھی کیا جاسکتا ہے۔

**۹۷۸: وَعَنْ أَبِی بُرْدَةَ بْنِ أَبِی مُوسَی ,عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ " لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ " رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْأَرْبَعَةُ وَصَحَّحَهُ اِبْنُ اَلْمَدِينِيِّ ,وَاَلتِّرْمِذِيُّ ,وَابْنُ حِبَّانَ ,وَأُعِلَّ بِالْإِرْسَالِ.**

ابوداود، کتاب النکاح، باب فی الولی: ۲۰۸۵، الترمذی: ۱۱۱۳، ابن ماجة: ۱۸۸۱، احمد: ۳۹۴/۴، الدارمی: ۲۱۸۸، ابن حبان: ۴۰۷۷، الدارقطنی: ۲۱۸/۳ ـ ۲۲۰، الحاکم: ۱۷۰/۲، ابن الجارود: ۷۰۳، البیهقی: ۱۳۹۰۷ ـ ۱۳۹۲۶، الطیالسی: ۵۲۳، الطحاوی: ۹/۳، عبدالرزاق: ۱۰۴۷۵، تحفة الاحوذی: ۱۷٦/۲، المعجم الاوسط: ۶۸۵ ، ۷۸۹۶، التلخیص: ۱۵٦/۳

تنبیہ: امام نسائی نے اس روایت کو بیان نہیں کیا۔ نیز ممدوح نے تلخیص میں اس روایت کو نسائی کی طرف منسوب نہیں کیا۔

۹۷۸: حضرت ابوبردہ بن ابی موسیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ولی کی اجازت کے بغیر نکاح باطل ہے۔" (اسے احمد اور چاروں نے روایت کیا ہے، امام علی بن مدینی اور امام ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے، ابن حبان نے اسے صحیح تو کہا ہے لیکن اسے مرسل بھی قرار دیا ہے۔)

**تشریح:** اس روایت کو ابواسحٰق سے سفیان ثوری اور شعبہ نے مرسل بیان کیا ہے۔ جبکہ ابواسحٰق کے صاحبزادے یونس اور انکے بیٹے اسرائیل، ابوعوانہ، شریک اور قیس بن ربیع نے ابواسحٰق سے موصولاً نقل کیا ہے، امام طحاوی نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد اسے یہ کہہ کر مسترد کیا ہے کہ سفیان ثوری اور شعبہ، اسرائیل سے احفظ اور اثبت ہیں، لہٰذا ان دونوں سے مروی طریق کو ترجیح ہوگی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ علی الاطلاق سفیان ثوری اور شعبہ، اسرائیل سے احفظ اور اثبت ہیں، لیکن مرویات ابواسحٰق میں اسرائیل ان سے احفظ اور اثبت ہیں۔ جیسا کہ امام ترمذی فرماتے ہیں، اگرچہ شعبہ اور ثوری ان تمام رواۃ سے احفظ اور اثبت ہیں جنہوں نے ابواسحٰق سے یہ روایت بیان کی ہے، لیکن جو رواۃ اس حدیث کو موصولاً نقل کرتے ہیں ان کی روایت میرے نزدیک زیادہ صحیح ہے کیونکہ اسرائیل نے ابواسحٰق سے یہ روایت متعدد مجلسوں میں سنی ہے، جبکہ سفیان ثوری اور شعبہ نے فقط ایک مجلس میں سنی ہے۔

علم حدیث کے مایہ ناز امام عبدالرحمٰن بن مہدی سے جب اس اختلاف کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا، ابواسحاق سے اسرائیل کی روایت میرے نزدیک ثوری اور شعبہ کی روایت سے زیادہ پسندیدہ ہے، موصوف سے جب اس ترجیح کا سبب دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا، اسرائیل اپنے دادا ابواسحٰق کی مرویات کو ایسے حفظ کرتے تھے جیسے **سورۃ الحمد** حفظ کی جاتی ہے۔

فن حدیث میں بے مثل شہرت رکھنے والے محدث امام علی بن مدینی فرماتے ہیں، حدیث اسرائیل صحیح ہے۔علی بن مدینی کی اس تحقیق پر امام بخاری نے مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ثقہ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے اور اسرائیل بن یونس ثقہ ہے۔

امام شعبہ کو بھی تسلیم ہے کہ ابواسحٰق کی مرویات میں اسرائیل ان سے اثبت ہیں، جیسا کہ حجاج کہتے ہیں، میں نے شعبہ سے درخواست کی کہ مجھے ابواسحٰق سے مروی احادیث سنائیں تو انہوں نے فرمایا، ابواسحٰق کی مرویات اسرائیل سے سنو، کیونکہ وہ مجھ سے اثبت ہیں۔

درج بالا بیانات سے واضح ہوا کہ عام مرویات میں شعبہ اور ثوری، اسرائیل سے احفظ اور اثبت ہیں مگر ابواسحٰق کی مرویات میں اسرائیل ان سے اثبت ہیں، پھر اس پر مستزاد یہ ہے کہ اسرائیل کی متابعت ابوعوانہ، یونس بن اسحٰق، قیس بن ربیع اور شریک نے بھی کی ہے۔

**٩٧٩: وَرَوَى الْإِمَامُ أَحْمَدُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بِنْ الْحُصَيْنِ رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعًا "لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ وَ شَاهِدَيْنِ"**

عبدالرزاق: ١٠٤٧٣، الد ارقطنی : ٢٢٥/٣، البیهقی: ١٢٥/٧، التلخیص: ١٥٠١

تنبیہ: مسند احمد میں یہ روایت نہیں ہے، نیز بعض مطبوعہ نسخوں میں یہ روایت موجود نہیں ہے۔دارقطنی میں عن عمران بن حصین عن عبداللہ بن مسعود ہے۔

**٩٧٩:** امام احمد نے حضرت حسن بصری کے طریق سے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ "ولی اور دو گواہوں کی موجودگی کے بغیر نکاح درست نہیں۔" نیز یہی متن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے بھی مرفوع مروی ہے۔

**تشریح:** سابقہ روایت فی نفسہ صحیح ہے، اور یہ روایت اگرچہ متکلم فیہ ہے لیکن اس کا ضعف اتنا شدید نہیں، اس لئے یہ حدیث سابقہ حدیث کو تقویت دیکر اس کے حسن صحت میں دو چند اضافہ کرتی ہے۔

**٩٨٠: وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ " أَيُّمَا اِمْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا ,فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ ,فَإِنْ دَخَلَ بِهَا فَلَهَا اَلْمَهْرُ بِمَا اِسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا ,فَإِنِ اشْتَجَرُوا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ " أَخْرَجَهُ اَلْأَرْبَعَةُ إِلَّا النَّسَائِيَّ ,وَصَحَّحَهُ أَبُو عَوَانَةَ ,وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ.**

ابوداود، کتاب النکاح، باب فی الولی: ٢٠٨٣، الترمذی: ١١٠٤، ابن ماجة: ١٨٧٩، احمد: ٤٧/٦، الدارمی: ٢١٩٠، ابن حبان: ٤٠٧٤، ٤٠٧٥، الدارقطنی : ٢٢١/٣، الحاکم: ١٦٨/٢، ابن الجارود: ٧٠٠، الطحاوی: ٧/٣، عبدالرزاق: ١٠٤٧٢، ابن ابی شیبة: ١٢٨/٤، الطیالسی: ١٤٦٣، البیهقی: ١٠٥/٧، ١١٣، ١٢٤، ١٢٥، (١٣٨٩٢ـ ١٣٩٠١)، ابن عدی: ١١١٥/٣ـ١١١٦، الشافعی: ١٢/٢، العلل الحدیث: ٤٠٨/١، المعجم الاوسط: ٣٩٣٨، ٤٤٨٨، ٥٥٦٠، ٦٣٦٢، ٦٩٢٣، ٩٢٨٧، العلل الکبیر للترمذی: ٤٣٠/١

**٩٨٠:** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"جس خاتون نے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہے، اگر مرد نے اس کے ساتھ صحبت کر لی تو اس عورت کیلئے حق مہر لازم ہو جائے گا، کیونکہ اس نے عورت کی شرمگاہ کو اپنے لیے حلال سمجھ کر استعمال کیا ہے، اگر کسی خاتون کے سر پرست باہمی افتراق کا شکار ہو جائیں تو پھر اس عورت کا ولی حاکم علاقہ ہوگا۔" (اسے چاروں میں سے نسائی نے بیان نہیں کیا۔اسے ابوعوانہ، ابن حبان اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔)

**لغوی تحقیق:** ایماامرأة: یہ لفظ عموم کیلئے استعمال ہوتا ہے، یعنی کوئی بھی عورت، کسی بھی صورت میں اپنا نکاح ازخود نہیں کر سکتی۔نکحت :ازخود نکاح کر لے۔ اشتجروا: باہمی جھگڑا کریں، یعنی ایک درجہ کے ایک سے زیادہ سر پرست عورت کے نکاح کے بارے میں مختلف آراء رکھتے ہوں، بعض سر پرست اس عورت کا نکاح ایک مرد کے ساتھ اور بعض دوسرے مرد کے ساتھ کرنا چاہتے ہوں تو اس صورت میں حاکم علاقہ فیصلہ کن

کردار ادا کرے گا۔ بـمـا : باءسببیہ یا معاوضہ ہے اور ما بمعنی الذی ہے، یعنی اس مرد کے ذمہ حق مہر اس لئے لازم ہوا کہ اس نے اس عورت کو اپنے لئے حلال سمجھ کر اس سے لطف اٹھایا۔

**تشریح:** محترمہ عائشہ رضی اللہ عنھا سے یہ روایت ان کے بھانجے حضرت عروۃ بن زبیر نقل کرتے ہیں اور ان سے امام زہری، ہشام بن عروۃ اور ابوالغصن نقل کرتے ہیں۔امام زہری سے جعفر بن ربیعہ اور سلیمان بن موسیٰ نقل کرتے ہیں، ان میں سے بعض طرق اگر چہ ضعیف ہیں تاہم کم از کم تین طرق ایسے ہیں جن پر مؤثر کلام نہیں کیا جاسکتا ہے، تاہم تنقید برائے تنقید کا انکار تو ممکن نہیں، چنانچہ کچھ لوگوں نے اس روایت کے صحیح طرق پر بھی ایسی ہی تنقید کی ہے۔ایک صاحب لکھتے ہیں کہ امام زہری نے اس روایت سے لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔موصوف نے اپنے اس دعویٰ کو ثابت کرنے کیلئے ابن جریج کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ابن جریج نے جب امام زہری سے اس روایت کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے اس روایت سے لاعلمی کا اظہار کیا۔

امام ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے عرض کیا کہ ابن علیّہ نے ابن جریج سے متعلق جو حکایت نقل کی ہے اس بارے میں آپ کی تحقیق کیا ہے؟ امام احمد بن حنبل نے فرمایا، ابن جریج کی کتابیں مدون ہیں، ان میں وہ روایات بھی مذکور ہیں جو انہوں نے پہلے کسی شیخ سے بالواسطہ سنی تھیں اور بعد میں بلاواسطہ، مگر یہ حکایت ان کی کتابوں میں موجود نہیں۔

امام یحییٰ بن معین جو ابن علیّہ سے اس حکایت کے ناقل ہیں، بیان کرتے ہیں کہ ابن علیّہ نے ابن جریج سے یہ حکایت سنی نہیں بلکہ ابن علیّہ نے ابن جریج کی کتابوں کی تصحیح عبدالمجید بن عبدالعزیز کی کتابوں کو سامنے رکھ کر کی ہے، ابن معین کے اس قول سے یہ واضح ہوا کہ اس حکایت کا اصل ناقل عبدالمجید بن عبدالعزیز ہے، اس میں تو کوئی شک نہیں کہ ابن جریج کی روایات کا سب سے بڑا راوی عبدالمجید ہی ہے لیکن عبدالمجید نے ابن جریج کی روایات کو نقل کرنے میں وہ احتیاط نہیں کی جو احتیاط احادیث کے نقل کرنے میں لازم تھی، جبکہ موسیٰ بن سلیمان کے بارے میں اس فن کے ماہر ائمہ کا کہنا ہے کہ زہری سے اس کی روایات قابل اعتبار ہیں۔

اس روایت پر دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنا عمل اس حدیث کے خلاف تھا، اس سلسلہ میں وہ اس روایت کا تذکرہ کرتے ہیں، جس میں یہ مذکور ہے کہ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنھا نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی صاحبزادی حفصہ کا نکاح اپنے بھانجے منذر بن زبیر سے عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی اجازت کے بغیر کر دیا تھا۔

اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس نکاح میں ولایت کے فرائض سرانجام نہیں دیئے تھے، انہوں نے تو فقط نکاح کی بات چیت پختہ کی تھی جیسا کہ قاسم بن محمد کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بھتیجی کا رشتہ اپنے بھانجے سے طے کر دیا اور اس کیلئے مسہری لگادی، پھر نکاح کا موقع آیا تو محترمہ نے ایک شخص سے کہا کہ ولایت کے فرائض سرانجام دو کیونکہ عورت ولایت کے فرائض سرانجام نہیں دے سکتی۔مصنف عبدالرزاق اور بیہقی میں یہ صراحت بھی ہے کہ محترمہ رضی اللہ عنھا نے ولایت کے فرائض سرانجام دینے کا حکم اپنے ہی خاندان کے کسی شخص کو دیا تھا۔عبدالرزاق میں یہ بھی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے خاندان کی لڑکیوں کے رشتے طے فرمالیتی تھیں، لیکن نکاح کے وقت اپنے خاندان کے کسی فرد کو ولایت کے فرائض سرانجام دینے کا حکم دیتی تھیں۔ان بیانات سے واضح ہوا کہ یہ کہنا غلط ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنا عمل ان سے مروی حدیث کے خلاف تھا۔

ولی کی اجازت کے بغیر ہونے والا نکاح درست نہیں، اس مفہوم کی احادیث حضرت ابوموسیٰ، حضرت عمران بن حصین اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ محدث اول حضرت ابوہریرہ، فقیہ الامت حضرت عبداللہ بن عباس، خادم خیر البشر حضرت انس، جانثار رسول ﷺ حضرت

جابر بن عبداللہ اور جلیس رسول ﷺ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کو امام بیہقی، امام ابن ماجہ اور امام دارقطنی نے روایت کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث کو امام احمد، امام طبرانی اور امام دارقطنی نے روایت کیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کو ابن عدی نے بیان کیا ہے۔ اور ابوامامہ اور جابر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔

**فقہی احکام:** (۱) ولی کی اجازت کے بغیر ہونے والا نکاح باطل ہے۔ (۲) عورت نکاح میں حق ولایت سے محروم ہے۔ (۳) کوئی عورت اپنا نکاح نہیں کر سکتی۔ (۴) نکاح باطل میں مباشرت کرنے پر حد جاری نہیں ہوگی۔ (۵) ولی کی اجازت کے بغیر منعقد ہونے والے نکاح کے بعد اگر کسی نے جماع کر لیا تو اس کے ذمہ حق مہر لازم ہو جائے گا۔

**۹۸۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اَللَّهِ ﷺ قَالَ "لَا تُنْكَحُ اَلْأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ ,وَلَا تُنْكَحُ اَلْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ" قَالُوا يَا رَسُولَ اَللَّهِ ,وَكَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ "أَنْ تَسْكُتَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.**

البخاری، کتاب النکاح، باب لاینکح الاب وغیرہ البکر وا لثیب الابرضا ھما: ۵۱۳۶، مسلم: ۱۴۱۹، ابوداود: ۲۰۹۴، الترمذی: ۱۱۲۱، النسائی: ۶/۸۷، ابن ماجۃ: ۱۸۷۱، احمد: ۲/۴۳۴، الدارمی: ۲۱۹۲، البیھقی: ۷/۱۲۰، ابن حبان: ۴۰۷۹، عبدالرزاق: ۱۰۲۸۶، ابن ابی شیبۃ: ۴/۱۳۸، سنن سعید بن منصور: ۵۴۴، المعجم الاوسط: ۸۱۹۷

۹۸۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیوہ کا نکاح اس کی مشاورت کے بغیر نہ کیا جائے اور کنواری لڑکی کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے۔" صحابہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! اس سے اجازت کیونکر حاصل کی جا سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کا خاموش رہنا (اس کی اجازت کے مترادف ہے۔)" بخاری و مسلم

**لغوی تحقیق:** الایـــم: ہمزہ مفتوح اور یاء مشدد، ایسی عورت جس کا پردہ بکارت زائل ہو چکا ہو، خواہ نکاح کی صورت میں یا بدکاری کی وجہ سے، نکاح کی صورت میں وہ عورت مطلقہ یا بیوہ کہلاتی ہے۔ تستـأمر: مشاورت کی جائے، یعنی اس سے قولی اجازت لی جائے۔ البکر: باء مکسور اور کاف ساکن، ایسی کنواری لڑکی جس کا پردہ بکارت محفوظ ہو۔ تستأذن: اس سے اجازت طلب کی جائے۔

**فقہی احکام:** (۱) مطلقہ، بیوہ یا زانیہ کا نکاح کرنے سے پہلے اس سے قولی اجازت لی جائے۔ (۲) اگر وہ خاموش رہے تو اس کی خاموشی کو انکار سے تعبیر کیا جائے۔ (۳) باکرہ لڑکی سے بھی اجازت لی جائے اور اس کی خاموشی کو اجازت سے تعبیر کیا جائے۔ (۴) جس باکرہ کا پردہ بکارت کھیل کود کی وجہ سے زائل ہو جائے اس کا حکم باکرہ ہی کا ہے۔

**۹۸۲: وَعَنِ اِبْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ اَلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ "اَلثَّيِّبُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا ,وَالْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ ,وَإِذْنُهَا سُكُوتُهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي لَفْظٍ "لَيْسَ لِلْوَلِيِّ مَعَ اَلثَّيِّبِ أَمْرٌ ,وَالْيَتِيمَةُ تُسْتَأْمَرُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ,وَالنَّسَائِيُّ ,وَصَحَّحَهُ اِبْنُ حِبَّانَ.**

مسلم، کتاب النکاح، باب استئذان الثیب فی النکاح بالنطق و البکر بالسکوت: ۱۴۲۱، ابوداود: ۲۰۹۸ ـ ۲۱۰۰، الترمذی: ۱۱۲۰، النسائی: ۶/۸۴، ابن ماجۃ: ۱۸۷۰، احمد: ۱/۲۱۹، مؤطا: ۲/۵۲۴، الدارمی: ۲۱۹۴، ابن حبان: ۴۰۸۷ ـ ۴۰۸۹

۹۸۲: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بیوہ یا مطلقہ عورت اپنے نکاح کا استحقاق اپنے ولی سے زیادہ رکھتی ہے، باکرہ سے اس کے نکاح کی اجازت حاصل کی جائے اور اس کے خاموش رہنے کو اس کی اجازت سے تعبیر کیا جائے۔" (مسلم) ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں کہ "بیوہ یا مطلقہ کے معاملے میں اس کے ولی کو اختیار نہیں اور یتیم لڑکیوں سے مشورہ لیا جائے۔" (اسے ابوداؤد اور

نسائی نے بیان کیا ہے اور ابن حبان نے صحیح کہا ہے۔)

**لغوی تحقیق:** الثیب: علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ یہ ثـاب یثوب سے ماخوذ ہیں یعنی اس کی اصل یاء نہیں بلکہ واؤ ہے، اس کے لغوی معنی لوٹنے کے ہیں، اس کا اطلاق مذکر، مؤنث ہر دو پر ہوتا ہے۔

**تشریح:** درج بالا احادیث سے یہ واضح ہوا کہ نکاح میں عورت اور اس کے سرپرست دونوں کا کردار مسلم ہے، اگر عورت باکرہ ہے تو پھر سرپرست کا حق عورت کے حق پر غالب ہے، اگر عورت بیوہ یا مطلقہ ہے تو پھر عورت کا حق اس کے سرپرست کے حق پر غالب ہے۔ فریقین پر لازم ہے کہ وہ ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کریں، باکرہ لڑکی اپنے گھر سے بھاگ کر اپنے سرپرست کے حق کو مجروح نہ کرے اور سرپرست بلاجواز اپنا حکم باکرہ پر مسلط نہ کرے، سرپرست اپنی بہن، بیٹی کی منگنی کرنے سے پہلے اس سے مشاورت کرے، اور لڑکی اپنے سرپرست کے جذبات کا احترام کرے، بیوہ و مطلقہ اور زانیہ اپنے شریک حیات کا انتخاب بے لگام ہو کر نہ کریں اور سرپرست بھی ان پر اپنا حکم زبردستی مسلط کرنے کی کوشش نہ کرے۔

**۹۸۳: وَعَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ " لَا تُزَوِّجُ اَلْمَرْأَةُ اَلْمَرْأَةَ ,وَلَا تُزَوِّجُ اَلْمَرْأَةُ نَفْسَهَا " رَوَاهُ اِبْنُ مَاجَةَ, وَاَلدَّارَقُطْنِیُّ ,وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ .**

ابن ماجة، ابواب النکاح، باب لا نکاح الا بولی: ۱۸۸۲، الدارقطنی: ۲۲۷/۳، البیهقی: ۱۳۹۲۸ - ۱۳۹۳۱، عبدالرزاق: ۱۹۵/۶

۹۸۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:" کوئی عورت کسی دوسری عورت کا نکاح نہ کرے اور کوئی خاتون خود اپنا نکاح نہ کرے۔" (اسے ابن ماجہ اور دارقطنی نے روایت کیا ہے اور اس کے تمام رواۃ ثقہ ہیں۔)

**تشریح:** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث متعدد طرق سے منقول ہے۔ ایک طریق میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:" جو عورت اپنا نکاح از خود کر لیتی ہے وہ بدکار ہے۔" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایسی خاتون کو زانیہ شمار کرتے تھے۔ اس حدیث کو علامہ ابن دقیق العید، علامہ سیوطی اور علامہ البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔ اس حدیث سے یہ واضح ہوا کہ کوئی بھی خاتون نکاح میں ولایت، وکالت کے فرائض سرانجام نہیں دے سکتی، اس موقف کی تائید بعض دیگر روایات سے بھی ہوتی ہے، جیسا کہ نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خاندان کی لڑکیوں کے رشتے طے کرنے کا اختیار حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو دیا تھا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا رشتہ طے کرتیں، لیکن نکاح کے موقع پر اپنے بھائی عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ولایت کے فرائض سرانجام دینے کا حکم فرماتیں، اس قسم کا اختیار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے رکھا تھا، وہ بھی نکاح کے وقت اپنے خاندان کے کسی فرد کو ولایت کے فرائض سرانجام دینے کا حکم فرماتی تھیں۔

**فقہی احکام:** (۱) عورت نکاح میں ولی کا فریضہ ادا نہیں کر سکتی۔ (۲) عورت از خود اپنا نکاح نہیں کر سکتی۔

(۳) جو خاتون از خود اپنا نکاح کرے گی وہ زانیہ شمار ہوگی۔

**۹۸۴: وَعَنْ نَافِعٍ ,عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ أَنْ يُزَوِّجَ اَلرَّجُلُ اِبْنَتَهُ عَلَى أَنْ يُزَوِّجَهُ اَلْآخَرُ اِبْنَتَهُ ,وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاتَّفَقَا مِنْ وَجْهٍ آخَرَ عَلَى أَنَّ تَفْسِيرَ اَلشِّغَارِ مِنْ كَلَامِ نَافِعٍ.**

البخاری، کتاب النکاح، باب الشغار: ۵۱۱۲، مسلم: ۱۴۱۵، ابوداود: ۲۰۷۴، الترمذی: ۱۱۲۴، النسائی: ۱۱۰/۶، ابن ماجة: ۱۸۸۳، احمد: ۶۲/۲، المؤطا: ۵۳۵/۲، الدارمی: ۲۱۸۶، البیهقی: ۱۹۹/۷، ابن حبان: ۴۱۵۲، ۴۱۵۳، الطبرانی: ۸۰۳/۱۹، المعجم الاوسط: ۱۸۹۲، ۳۰۲۲، ۳۰۲۳، ۳۵۸۳

۹۸۴: حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے شغار سے منع فرمایا اور شغار یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیٹی کا نکاح کسی دوسرے سے اس شرط پر کرے کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح اسے دے گا، اور دونوں رشتوں کے مابین حق مہر مقرر نہ ہو۔ (بخاری و مسلم) امام بخاری و مسلم دونوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شغار کی مذکورہ تعریف حضرت نافع نے کی ہے۔

**لغوی تحقیق:** **الشغار**: شین مکسور اور غین مخفف، اس کا لفظی معنی اٹھانے یا خالی ہونے کے ہیں جیسا کہ اہل عرب کہتے کوتا ٹانگ اٹھا کر پیشاب کرتے ہوئے دیکھ کر؛ **شغر الکلب رجله** ؛ کہتے ہیں نیز جب خلیفہ یا حاکم دار الخلافہ سے کہیں اور چلا جائے تو؛ **شغر البلدعن السلطان** ؛ یعنی شہر خلیفہ سے خالی ہے کہتے ہیں، دور جاہلیت میں ایسا نکاح عام تھا، یہ نکاح بھی چونکہ مہر سے خالی ہوتا ہے اس لیے اسے شغار سے تعبیر کیا جاتا ہے

**تشریح:** نکاح شغار کی مذکورہ تعریف رسول اللہ ﷺ یا عبداللہ بن عمر یا نافع میں سے کس نے کی ہے؟ اس بارے میں اہل علم میں اختلاف پایا جاتا ہے، جن حضرات کا خیال ہے کہ زیر مطالعہ حدیث میں شغار سے متعلق وضاحتی الفاظ آپ ﷺ کے ہیں وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے بھی استدلال لیتے ہیں، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "شغار درست نہیں۔" صحابہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ شغار کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "خاتون کے بدلہ میں خاتون نکاح میں دینا اور دونوں جوڑوں کے مابین حق مہر مقرر نہ کرنا شغار ہے۔"

بعض کا کہنا ہے کہ زیر مطالعہ حدیث میں شغار کی جو تعریف مذکور ہے وہ نافع کی بیان کردہ ہے، امام قرطبی فرماتے ہیں کہ شغار کی تعریف اس مفہوم کے موافق ہے جو اہل لغت نے بیان کیا ہے، سو اگر مذکورہ تعریف آپ ﷺ کی بیان کردہ ہے تو پھر سونے پر سہاگہ ہے اور اگر صحابی کی بیان کردہ ہے تو بھی مقبول ہے کیونکہ وہ حال و مقال سے خوب آگاہ تھے۔

ان بیانات سے واضح ہوا کہ اگر حق مہر مقرر کیا جائے تو پھر مبادلہ کا نکاح ممنوع نہیں، لیکن عصر حاضر میں نکاح مبادلہ کے جو عمومی مفاسد سامنے آرہے ہیں ان کا تعلق حق مہر کے عدم تعین سے نہیں، کیونکہ مشاہدہ یہی ہے کہ نکاح مبادلہ کے اگر ایک جوڑے کے مابین ناچاکی پیدا ہو جائے تو دوسرا جوڑے کو بھی اس میں ملوث کیا جاتا ہے۔ بنا بریں نکاح مبادلہ سے مکمل اجتناب ضروری ہے۔ نکاح شغار کی ممانعت کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت معاویہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایات مروی ہیں۔

**فقہی احکام:** ایسا نکاح مبادلہ جس میں حق مہر متعین نہ کیا جائے وہ باطل ہے۔

**۹۸۵: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ جَارِيَةً بِكْرًا أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَتْ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ ,فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ ﷺ . رَوَاهُ أَحْمَدُ ,وَأَبُو دَاوُدَ ,وَابْنُ مَاجَةَ ,وَأُعِلَّ بِالْإِرْسَالِ.**

ابو داود، کتاب النکاح، باب فی البکر یزوجها ابو ھا ولا یستأمرھا: ۲۰۹۶، ۲۰۹۷، ابن ماجة: ۱۸۷۵، احمد: ۱/۲۷۳، الدارقطنی: ۳/۲۳۴

۹۸۵: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک کنواری لڑکی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا کہ اس کے باپ نے اس کا نکاح کر دیا ہے اور وہ اس نکاح سے ناخوش ہے، رسول اللہ ﷺ نے اسے اختیار دیدیا۔ (اسے احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور اسے مرسل قرار دیا ہے۔)

**لغوی تحقیق:** **الجارية**: نوجوان لڑکی کو دوڑ دھوپ پر قادر ہونے کی وجہ سے جاریہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ **خیرھا**: آپ ﷺ نے اسے یہ اختیار دیا کہ اگر وہ اس نکاح کو برقرار رکھنا چاہے تو برقرار رکھ سکتی ہے، اگر فسخ کرنا چاہے تو فسخ بھی کر سکتی ہے۔

**تشریح:** یہ حدیث موصول اور مرسل ہر دو طرح منقول ہے اور جن لوگوں نے اسے موصول بیان کیا ہے، وہ بھی ثقہ ہیں اور ثقہ کی زیادتی عموما

قابل احتجاج ہوتی ہے۔اسی مفہوم کی احادیث حضرت عائشہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہیں۔

**فقہی احکام:** (۱) بالغ لڑکی کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر درست نہیں۔

(۲) اگر کسی ولی نے بالغ لڑکی کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر کر دیا تو اس لڑکی کو نکاح برقرار رکھنے یا فسخ کرنے کا اختیار ہے۔

**۹۸۶: وَعَنِ الْحَسَنِ ,عَنْ سَمُرَةَ , عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ " أَيُّمَا اِمْرَأَةٍ زَوَّجَهَا وَلِيَّانِ ,فَهِيَ لِلْأَوَّلِ مِنْهُمَا " رَوَاهُ أَحْمَدُ , وَالْأَرْبَعَةُ ,وَحَسَّنَهُ اَلتِّرْمِذِيُّ.**

ابو داود، کتاب النکاح، باب اذا انکح الولیان: ۲۰۸۸، الترمذی: ۱۱۱۲، النسائی: ۷/۳۱۴، احمد: ۵/۸، ۱۱، ۱۲، الدارمی: ۲۱۹۹، الحاکم: ۲/۱۷۴، ۱۷۵، البیہقی: ۱۴۱۰۷ - ۱۴۱۱۵، ابن ابی شیبة، کتاب النکاح، باب فی الولیان یزوجان:

تنبیہ: ابن ماجہ میں یہ روایت نہیں ہے۔

**۹۸۶:** حضرت حسن بصری، حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس عورت کا نکاح اس کے دو سرپرست دو مختلف مردوں سے کر دیں تو وہ عورت اس شوہر کی بیوی ہے جس کے ساتھ اس کا نکاح پہلے ہوا۔" (اسے احمد اور چاروں نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے حسن کہا ہے۔)

**تشریح:** اس روایت کی صحت اور عدم صحت کا انحصار سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے حضرت حسن بصری کے سماع اور عدم سماع پر ہے۔ محدثین کے ایک گروہ کا کہنا ہے کہ حضرت حسن بصری نے حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہ سے فقط حدیث عقیقہ سنی ہے لہٰذا اس گروہ کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے اور یہی موقف راجح ہے۔ اس روایت کی مؤید روایت حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے مگر وہ روایت قتادہ اور سعید بن ابی عروبہ کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے، نیز امام بیہقی کا قول ہے کہ اصل روایت قتادہ عن الحسن عن سمرۃ ہی ہے، یعنی قتادہ عن الحسن عن عقبہ درست نہیں۔ اسی مفہوم کی ایک روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی موقوفاً منقول ہے مگر وہ روایت بھی خلاس اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مابین عدم لقاء کی وجہ سے منقطع ہے۔ البتہ قاضی شریح کا فیصلہ ان روایات کا مؤید ہے جبکہ عمر بن العزیز کے بارے میں مروی ہے کہ وہ عورت کو اختیار دیتے تھے۔ لیکن اس مسئلہ میں صحیح موقف یہ ہے کہ والد کو ولایت میں تقدیم حاصل ہے لہٰذا والد کا کیا ہوا نکاح درست قرار پائے گا، خواہ اس کا کیا ہوا نکاح مؤخر ہی کیوں نہ ہو۔

**فقہی احکام:** (۱) والد کو حق ولایت میں تقدیم حاصل ہے اور اس کا کیا ہوا نکاح درست قرار پائے گا۔ (۲) اگر دونوں ولی رشتہ میں برابر ہوں تو پھر اس ولی کا کیا ہوا نکاح معتبر ہوگا جس نے اس لڑکی کی اجازت سے اس کا نکاح کیا ہوگا۔ (۳) اگر دونوں ولی رشتہ میں برابر ہوں اور دونوں نے لڑکی سے اجازت لے کر اس کا نکاح کیا ہو تو پھر پہلا نکاح درست اور دوسرا باطل ہوگا۔

**۹۸۷: وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ " أَيُّمَا عَبْدٍ تَزَوَّجَ بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ أَوْ أَهْلِهِ ,فَهُوَ عَاهِرٌ " رَوَاهُ أَحْمَدُ ,وَأَبُو دَاوُدَ ,وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ ,وَكَذَلِكَ اِبْنُ حِبَّانَ.**

ابو داود، کتاب النکاح، باب فی نکاح العبد بغیر اذن موالیه: ۲۰۷۸، الترمذی: ۱۱۲۳، احمد: ۳/۳۰۱، الدارمی: ۲۲۳۹، الحاکم: ۲/۱۹۴، المعجم الاوسط: ۴۷۹۴، بیان الوہم والایہام: ۱۱۷، ۵۱۸، ۱۲۷۳، ۱۶۸۸، البیہقی: ۱۴۰۲۸، ۱۴۰۳۳

**۹۸۷:** حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس غلام نے اپنے مالکوں سے اجازت لیے بغیر نکاح کیا وہ زانی ہے۔" (اسے احمد، ابوداؤد اور ترمذی نے بیان کیا ہے اور ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔ اسی طرح ابن حبان نے بھی اسے صحیح کہا ہے۔)

**لغوی تحقیق:** عاهر: جو مرد کسی عورت سے ناجائز تعلقات رکھتا ہے اسے عاهر یعنی زانی کہا جاتا ہے۔

**تشریح:** اس حدیث سے یہ واضح ہوا کہ اگر غلام اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کرے گا تو اس کا نکاح باطل ہوگا اور اسے زانی تصور کیا جائے گا۔امام ابن ماجہ نے یہ روایت ابن عقیل کے طریق سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے اور اس کی شاہد روایت عبداللہ بن عمر العمری کے طریق سے امام ابوداؤد نے بھی بیان کی ہے، لیکن یہ طریق عبداللہ بن عمر العمری کی وجہ سے ضعیف ہے۔امام دارقطنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے موقوف روایت لائے ہیں، جس میں یہ مذکور ہے کہ وہ ایسے نکاح کو فاسد قرار دیتے اور غلام کو سزا دینے کا حکم فرماتے تھے۔امام ابن قطان نے بھی ابن عمر رضی اللہ عنھما سے مروی روایت کے موقوف ہونے کو راجح کہا ہے۔

**۹۸۸: وَعَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ قَالَ " لَا یُجْمَعُ بَیْنَ اَلْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا ,وَلَا بَیْنَ اَلْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا " مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.**

البخاری، کتاب النکاح، باب لا تنکح امرأة علی عمتها: ۵۱۰۹، مسلم: ۱۴۰۸، ابوداود: ۲۰۶۶، النسائی: ۹۶/۶، احمد: ۴۶۵/۲، المؤطا: ۵۳۲/۲، البیهقی: ۱۶۵/۷، ابن حبان: ۴۱۱۳۔۴۱۱۸

۹۸۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"پھوپھی اور بھتیجی، خالہ اور بھانجی (ایک مرد کے نکاح میں) جمع نہ کی جائیں۔"(بخاری ومسلم)

**تشریح:** اس مفہوم کی احادیث حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہیں۔

**فقہی احکام:** (۱) پھوپھی اور بھتیجی، خالہ اور بھانجی اور دو حقیقی بہنیں کسی مرد کے نکاح میں ایک ساتھ جمع کرنا حرام ہے۔(۲) اگر کسی نے ایسا کرنا ہے تو اسے پہلی کو طلاق دینا ہوگی۔(۳) اگر کوئی طلاق دیئے بغیر ایسا کرے گا تو بعد والا نکاح باطل ہوگا۔

**۹۸۹: وَعَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ " لَا یَنْکِحُ اَلْمُحْرِمُ ,وَلَا یُنْکَحُ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِی رِوَایَةٍ لَهُ " وَلَا یَخْطُبُ " وَزَادَ اِبْنُ حِبَّانَ " وَلَا یُخْطَبُ عَلَیْهِ"**

مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم نکاح المحرم: ۱۴۰۹، ابوداود: ۱۸۴۱، الترمذی: ۸۴۰، ابن ماجة: ۱۹۶۶، احمد: ۶۹/۱، المؤطا: ۳۴۸/۱، الدارمی: ۲۲۰۴، الدارقطنی: ۲۶۱/۲، ابن حبان: ۴۱۲۳، ۴۱۴۰

۹۸۹: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"محرم نہ خود اپنا نکاح کرے اور نہ وہ کسی دوسرے کا نکاح کرے۔"(اسے مسلم نے بیان کیا ہے) مسلم ہی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ "وہ منگنی بھی نہ کرے۔" ابن حبان نے مزید یہ الفاظ بھی روایت کیے ہیں کہ " وہ کسی دوسرے کی منگنی بھی نہ کرے۔"

**تشریح:** یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی روایت کے خلاف ہے، کیونکہ اس میں یہ مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح حالت احرام میں کیا تھا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی یہ روایت وہم پر مبنی ہے کیونکہ خود حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے ان سے نکاح احرام کھولنے کے بعد مقام سرف پر کیا تھا، حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس نکاح میں پیغام رسانی کا کام میں نے سرانجام دیا تھا اور آپ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے جب نکاح فرمایا تو اس وقت آپ ﷺ حالت احرام میں نہیں تھے۔

**فقہی احکام:** حالت احرام میں منگنی کرنا، کسی کی منگنی کا پیغام لیکر جانا، اپنا نکاح کرنا یا کسی دوسرے کا نکاح کرنا یہ سب ممنوع ہیں۔

**۹۹۰: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ تَزَوَّجَ اَلنَّبِیُّ ﷺ مَیْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.**

مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم النکاح المحرم: ۱۴۱۰، البخاری: ۱۸۳۷، ابوداود: ۱۸۴۴، الترمذی: ۸۵۰، النسائی: ۱۹۱/۵، ابن ماجة: ۱۹۶۵، احمد: ۲۲۱/۱، الدارمی: ۱۸۲۸، الحاکم: ۳۲/۴، الدارقطنی: ۲۶۳/۳، ابن حبان: ۴۱۲۹، المعجم الکبیر:

۱۱۰۱۸ ، ۱۱۹۱۹ ، البیهقی: ۶۶/۵

۹۹۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح حالت احرام میں کیا تھا۔

**تشریح:** یہ روایت اگرچہ صحیح ہے تاہم مبنی بر وہم ہے۔

۹۹۱: **وَلِمُسْلِمٍ عَنْ مَيْمُونَةَ رضی اللہ عنہا نَفْسِهَا أَنَّ اَلنَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَهُوَ حَلَالٌ.**

مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم نکاح المحرم: ۱۴۱۱، ابوداود: ۱۸۴۳، الترمذی: ۸۵۲، ابن ماجۃ: ۱۹۶۴، احمد: ۶ / ۳۳۱، الدارمی: ۱۸۳۲، ابن الجارود: ۴۴۵، الدارقطنی : ۲۶۲/۳، البیهقی: ۲۱۰/۷، ابن حبان: ۴۱۳۴ ـ ۴۱۳۶

۹۹۱: امام مسلم نے یہ روایت خود حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جب ان سے نکاح کیا تو اس وقت آپ ﷺ احرام کھول چکے تھے۔

**تشریح:** حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے مروی روایت اس کی مؤید ہے نیز صاحب واقعہ دیگر کے مقابلے میں اپنے واقعہ سے زیادہ باخبر ہوتا ہے۔

۹۹۲: **وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ "إِنَّ أَحَقَّ اَلشُّرُوطِ أَنْ يُوَفَّى بِهِ مَا اِسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ اَلْفُرُوجَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ**

البخاری، کتاب النکاح، باب الشروط فی النکاح: ۵۱۵۱، مسلم: ۱۴۱۸، ابوداود: ۲۱۳۹، الترمذی: ۱۱۲۷، النسائی: ۹۲/۶، ابن ماجۃ: ۱۹۵۴، احمد: ۱۴۴/۴، الدارمی: ۲۲۰۹، البیهقی: ۲۴۸/۷، ابن حبان: ۴۰۹۲، عبدالرزاق: ۱۰۶۱۳، ابو یعلیٰ: ۱۷۵۴، المعجم الکبیر: ۷۵۳/۱۷

۹۹۲: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ شروط جن کے ذریعے تم اپنی بیویوں کی شرم گاہوں کو اپنے لئے حلال کیا ہے، انہیں پورا کرنا سب سے مقدم حق ہے۔" (بخاری و مسلم)

**تشریح:** ویسے تو تمام جائز شروط کا پورا کرنا مسلمان کا فرض اولین ہے، لیکن ان تمام شروط میں تقدیم شروط نکاح کو ہے، کیونکہ وہ ایسی شرائط ہیں، جن کے ذریعے کوئی بھی مرد اپنی بیوی سے تعلقات قائم کرتا ہے اور یہ مسلم حقیقت ہے کہ شرط کے زائل ہونے سے مشروط کی حیثیت بے روح لاشہ سے زیادہ نہیں رہتی، آسان الفاظ میں سمجھ لیں کہ وضو نماز کیلئے شرط ہے اور وضو کے بغیر نماز پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی، بعینہٖ اسی طرح اگر شروط کو عمداً ترک کر دیا جائے تو وہ چیز جو نکاح کی وجہ سے حلال ہوئی تھی حلال نہیں رہے گی۔

**فقہی احکام:** (۱) جائز شروط کا پورا کرنا لازم ہے۔ (۲) غیر شرعی شروط عائد کرنا ممنوع ہے اور ایسی شرائط باطل ہیں۔

۹۹۳: **وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ اَلْأَكْوَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ رَخَّصَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ عَامَ أَوْطَاسٍ فِي اَلْمُتْعَةِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ثُمَّ نَهَى عَنْهَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ**

مسلم، کتاب النکاح، باب نکاح المتعۃ ......: ۱۴۰۵، احمد: ۵۵/۴، الدارقطنی : ۲۵۸/۳، البیهقی: ۲۰۴/۷، ابن حبان: ۴۱۴۰ ـ ۴۱۵۱، المعجم الاوسط: ۲۲۶۵ ، ۳۴۷۱ ، ۵۵۰۰ ، ۶۶۷۷ ، ۹۳۵۳

۹۹۳: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ اوطاس کے سال تین روز کیلئے نکاح متعہ کرنے کی اجازت دی، پھر اس سے منع فرما دیا۔ (مسلم)

**لغوی تحقیق:** اوطاس: ہمزہ مفتوح اور واؤ ساکن، غزوہ اوطاس کا دوسرا نام غزوہ حنین ہے۔ المتعۃ: یہ تمتع سے ماخوذ ہے، تمتع کے معنی فائدہ حاصل کرنا ہے اور نکاح متعہ سے مراد جز وقتی نکاح ہے۔

**تشریح:** قبل از اسلام عرب کے ہاں چار قسم کے نکاح رائج تھے، ان میں سے ایک نکاح جز وقتی بھی تھا، جسے نکاح متعہ کے نام سے یاد کیا جاتا

ہے، شراب، سود اور دیگر ممنوع اشیا کی طرح اسلام نے اسے بھی آغاز میں گوارا کیا اور اسے پہلی مرتبہ غزوہ خیبر میں ممنوع قرار دیا گیا، پھر غزوہ اوطاس میں صحابہ کے مطالبے پر اس کی رخصت عنایت فرمادی، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ میں شریک تھے اور ہمارے ساتھ ہماری بیویاں نہیں تھیں، ہم نے رسول اللہ ﷺ سے خصی ہونے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے ہمیں نکاح متعہ کی اجازت فرمادی۔ اس روایت میں اگرچہ غزوہ کا نام مذکور نہیں لیکن حضرت سبرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں مذکور ہے کہ ہم عمرہ کر کے فارغ ہو چکے تھے انہی سے مروی دوسری روایت میں ہے کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شریک تھے۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں اس غزوہ کا نام اوطاس مذکور ہے۔

یہ تمام روایات جمع کرنے سے یہ واضح ہوا کہ فتح مکہ کے سال آپ ﷺ نے فتح مکہ کے بعد عمرہ فرمایا، پھر آپ ﷺ غزوہ حنین میں شریک ہوئے اور اسی دوران صحابہ نے خصی ہونے کی اجازت طلب کی جس پر انہیں نکاح متعہ کی رخصت عنایت فرمادی اور تین روز بعد نکاح متعہ سے سختی سے منع فرمادیا، جیسا کہ حضرت سبرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیں نکاح متعہ کی رخصت فرمادی لیکن میں تین دن بعد جب حاضر خدمت ہوا تو اس وقت آپ ﷺ نکاح متعہ سے سختی سے منع فرمارہے تھے، انہی سے مروی ایک طریق میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "نکاح متعہ تمہارے لئے آج سے روز قیامت تک حرام ہے، جس شخص نے جز وقتی (نکاح متعہ) کیلئے عورت کو کچھ دے رکھا ہے وہ اس سے وہ چیز واپس نہ لے۔"

**فقہی احکام:** نکاح متعہ ہمیشہ کیلئے حرام ہے۔

**۹۹۴: وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُتْعَةِ عَامَ خَيْبَرَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ وَعَنْ اَكْلِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ يَوْمَ خَيْبَرَ. اَخْرَجَهُ السَّبْعَةُ اِلَّااَبَادَاوُدَ.**

**البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة خیبر: ۵۵۲۳ ، کتاب النکاح باب نهی رسول الله ﷺ عن نکاح المتعة اخیراً: ۵۱۱۵، مسلم: ۱۴۰۷، الترمذی: ۱۱۳۵، النسائی: ۱۲۶/۲، ابن ماجة: ۱۹۶۱، احمد: ۷۹/۱، الدارمی: ۲۲۰۳، ابن حبان: ۴۱۴۰-۴۱۴۳، المعجم الاوسط: ۲۴۴۳ ، ۲۸۳۰، ۵۵۰۰ ، ۱۷۱ ، ۶۱۶۱ ، ۶۶۷۷ ، ۹۳۵۳**

۹۹۴: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے سال متعہ سے منع فرمادیا تھا۔ (بخاری ومسلم) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر کے دن عورتوں سے متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمادیا تھا۔ (اسے ماسوا ابوداؤد کے ساتوں نے بیان کیا ہے۔)

**تشریح:** حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر متعہ سے منع فرمادیا تھا، حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے خیبر کے روز پالتو گدھوں کے گوشت کو ممنوع قرار دیا تھا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے غزوہ خیبر کے روز پالتو گدھے اور جلالہ کے گوشت کو ممنوع قرار دیا تھا، حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے خیبر کے روز تمام درندوں کے گوشت سے منع فرمادیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری روایت میں ہے کہ متعہ کی رخصت ان کیلئے تھی جن کے ساتھ بیوی نہیں تھی۔

ان احادیث سے یہ واضح ہوا کہ آپ ﷺ نے غزوہ خیبر کے روز متعدد اشیا کی ممانعت فرمادی تھی اور متعہ کی حتمی ممانعت سے قبل متعہ کی اجازت فقط ان حضرات کیلئے تھی جو غیر شادی شدہ تھے، یا پھر وہ حالت جنگ میں تھے۔

۹۹۵: وَعَنْ رَبِيعِ بْنِ سَبُرَةَ عَنْ اَبِيْهِ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ " إِنِّي كُنتُ أَذِنتُ لَكُمْ فِي الاِسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَاءِ وَإِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَ ذَلِكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهُنَّ شَيْءٌ فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهَا وَلاَ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا " أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَأَبُوْدَاوُدَ وَ النِّسَائِيُّ وَ ابْنُ مَاجَة وَ أَحْمَدُ وَ ابْنُ حِبَّانَ.

مسلم، كتاب النكاح، باب نكاح المتعة: ١٤٠٦، ابوداود: ٢٠٧٢ ، ٢٠٧٣، النسائی: ١٢٦/٦ ، ١٢٧، المعجم الاوسط: ٦١٧١، احمد: ٤٠٤/٣، ابن حبان: ٤١٤٤ ـ ٤١٤٨، البیهقی: ٢٠٣/٧، الطبرانی: ٦٥٢٥،٦٥٢٦،٦٥٢٦، ابن ابی شیبة: ٢٩٢/٤، عبدالرزاق: ١٤٠٤١

۹۹۵: حضرت ربیع اپنے والد حضرت سبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے تمہیں عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی تھی اور اب اللہ نے اسے قیامت کے روز تک حرام قرار دیدیا ہے، چنانچہ جس کے پاس عقد متعہ میں کوئی عورت ہو وہ اسے فارغ کردے اور تم نے انہیں جو کچھ دیا ہے وہ ان سے واپس مت لینا۔" (اسے مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، احمد اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔)

**تشریح:** حضرت سبرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت متعدد طرق سے مروی ہے، ایک طریق میں یہ صراحت ہے کہ آپ ﷺ نے نکاح متعہ کی رخصت فتح مکہ کے سال دی تھی، ایک طریق میں ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے اجازت لیکر ایک عورت سے ایک چادر کے عوض دس دن کیلئے نکاح کرلیا تھا، میں اس عورت کے پاس ایک رات رہ کر جب آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ اس وقت حجراسود اور باب رحمت کے درمیان کھڑے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: "اے لوگو! میں نے تمہیں عورتوں سے نکاح متعہ کی اجازت دی تھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اب نکاح متعہ کو ہمیشہ کیلئے حرام قرار دے دیا ہے، لہٰذا جس کے پاس ایسی عورت ہو وہ اسے فارغ کردے اور جو کچھ اسے دیا ہے وہ اس سے واپس نہ لے۔" انہیں سے مروی ایک طریق میں ہے کہ یہ اجازت تین دن تک رہی۔

۹۹۶: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اَلْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ ,وَالنَّسَائِيُّ ,وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ

الترمذی، ابواب النكاح، باب ماجاء فی المحلل والمحلل له: ١١٣٤، النسائی: ١٤٩/٦، احمد: ٤٤٨/١، الدارمی: ٢٢٦٤، البیهقی: ٢٠٨/٧، بیان الوهم والایهام: ٢٠١٥

۹۹۶: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے والے اور جس کیلئے حلالہ کیا جائے دونوں پر لعنت فرمائی۔ (اسے نسائی اور ترمذی نے بیان کیا ہے اور ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔)

**لغوی تحقیق:** **المحلل**: میم مضموم اور لام اول مشدد مکسور، اس سے مراد وہ شخص ہے جو کسی عورت سے نکاح اس نیت سے کرتا ہے کہ مباشرت کے بعد اسے طلاق دیدے گا، تاکہ وہ پہلے شوہر کیلئے حلال ہوجائے۔ **المحلل**: میم مضموم اور لام مشدد مفتوح، اس سے مراد وہ شخص ہے جس نے اپنی عورت کو تینوں طلاقیں دیکر اپنے اوپر حرام کرلیا تھا، اب وہ عورت کو اپنے لئے حلال کرنے کیلئے کسی ایسے آدمی کی خدمات حاصل کرتا ہے جو اس عورت سے نکاح کرنے کے بعد اس سے مباشرت کرکے اسے طلاق دیدے۔

**تشریح:** نکاح متعہ اور نکاح حلالہ میں اگرچہ بعض امور میں اختلاف ہے، لیکن ایک قدر میں اشتراک ہے، یعنی نکاح متعہ بھی جز وقتی نکاح ہوتا ہے اور حلالہ میں بھی جز وقتی نکاح ہوتا ہے، اگر الفاظ میں نہ ہو تو فریقین کی نیت میں ضرور ہوتا ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ نکاح متعہ اور نکاح حلالہ میں اس بنیادی قدر میں اشتراک ہونے کے باوجود بعض لوگ نکاح متعہ کو حرام اور نکاح حلالہ کو جائز سمجھتے ہیں، حالانکہ نکاح حلالہ میں فریقین کیلئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پھٹکار بھی ہے، ظاہر ہے کہ جس امر میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پھٹکار ہو وہ مباح کیونکر ہوسکتا ہے؟

پھر لطف کی بات یہ ہے کہ یہ حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور ہمارے ان بھائیوں کا کہنا ہے کہ ان کے مسلک کی بنیاد فقہ ابن

مسعود رضی اللہ عنہ پر ہے!

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث دو طرق سے منقول ہے، ایک طریق کو احمد، نسائی، ترمذی، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے روایت کیا ہے، اس طریق کو امام ترمذی اور ابن قطان نے صحیح قرار دیا ہے۔ دوسرے طریق کو امام اسحٰق نے روایت کیا ہے، یہ طریق ابو واصل کے مجہول ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے، لیکن اس روایت کی شاہد روایت بھی موجود ہے۔

**فقہی احکام:** (۱) حلالہ حرام ہے۔ (۲) حلالہ کرنے سے عورت پہلے مرد کیلئے حلال نہیں ہوتی کیونکہ شرعی اعتبار سے اس پر نکاح کا اطلاق نہیں ہوتا۔ (۳) حلالہ کے دونوں فریق ملعون ہیں۔ (۴) اللہ کی پھٹکار کا سبب کبیرہ گناہوں کا ارتکاب ہے۔ (۵) حلالہ کا شمار کبیرہ گناہ اور زنا کے زمرے میں ہوتا ہے۔ (۶) حلالہ کے جواز میں کسی صحابی کا فتوی موجود نہیں۔

**۹۹۷: وَفِي اَلْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ أَخْرَجَهُ اَلْأَرْبَعَةُ إِلَّا النَّسَائِيَّ.**

**ابو داود، کتاب النکاح، باب في التحليل: ۲۰۷۶، الترمذی: ۱۱۳۳، ابن ماجة: ۱۹۳۵، احمد: ۱/۸۳، ۸۷، البيهقي: ۱۴۵۲۰۔ ۱۴۵۲۵، الحاكم: ۲/۱۹۹**

**۹۹۷:** اس مسئلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ اسے چاروں میں سے نسائی نے روایت نہیں کیا۔

**تشریح:** حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کا مرکزی راوی الحارث الاعور ہے اور یہ ضعیف ہے، تاہم اس کی شاہد روایت حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابوہریرہ، حضرت عقبہ بن عامر اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی روایت زمعہ اور سلمہ نامی رواۃ کی وجہ سے ضعیف ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کی امام بخاری نے تحسین کی ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کو امام حاکم نے صحیح کہا ہے اور علامہ ذہبی نے اس پر مہر تصدیق ثبت کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم حلالہ کرنے والے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں زانی کہا کرتے تھے، اس روایت کو بھی امام حاکم اور علامہ ذہبی نے صحیح کہا ہے۔

**۹۹۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم "لَا يَنْكِحُ اَلزَّانِي اَلْمَجْلُودُ إِلَّا مِثْلَهُ" رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ**

**ابوداود، کتاب النکاح، باب في قوله تعالیٰ ؛الزاني لاينكح الازانية: ۲۰۵۲، احمد: ۲/۳۲۴، الحاکم: ۲/۱۶۶**

**۹۹۸:** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوڑوں سے سزا یافتہ زانی اپنے جیسی عورت سے ہی نکاح کرے۔" (اسے احمد اور ابوداوٗد نے بیان کیا ہے اور اس کے رواۃ ثقہ ہیں۔)

**لغوی تحقیق:** **المجلود:** ایسا زانی جسے کوڑوں کی سزا دی جا چکی ہو۔

**تشریح:** مذکورہ حدیث کے الفاظ جملہ انشائیہ ہیں یا جملہ خبریہ؟ اس بارے میں اہل علم میں اختلاف پایا جاتا ہے، جن کے نزدیک جملہ خبریہ ہے، وہ نکاح کو مجازی معنی میں لیتے ہیں یعنی بدکار شخص بدکار عورت ہی سے اپنا منہ کالا کرتا ہے، جن کے نزدیک جملہ انشائیہ ہے، وہ نکاح کو حقیقی معنی میں لیتے ہیں یعنی زانیہ عورت سے پاکباز آدمی نکاح نہ کرے۔

**۹۹۹: وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ,قَالَتْ طَلَّقَ رَجُلٌ اِمْرَأَتَهُ ثَلَاثًا ,فَتَزَوَّجَهَا رَجُلٌ ,ثُمَّ طَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا ,فَأَرَادَ زَوْجُهَا اَلْأَوَّلُ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا ,فَسُئِلَ رَسُولُ اَللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ ذَلِكَ ,فَقَالَ "لَا حَتَّى يَذُوقَ اَلْآخَرُ مِنْ عُسَيْلَتِهَا مَا ذَاقَ اَلْأَوَّلُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ, وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ**

البخاری، کتاب الطلاق، باب من جوز الطلاق الثلاث: ۵۲۶۱، مسلم: ۱۴۳۳، ابوداود: ۲۳۰۹، النسائی: ۱۴۸/۶، احمد: ۲۲۶/۶،
ابن حبان: ۴۱۱۹۔ ۴۱۲۲، ابو یعلیٰ: ۴۹۶۵، المؤطا: ۵۳۱/۲، البیھقی: ۳۷۵/۷

۹۹۹: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں، پھر اس عورت سے ایک دوسرے آدمی نے نکاح کر لیا، پھر اس نے اس عورت سے جماع کیے بغیر اسے طلاق دے دی چنانچہ اس کے پہلے شوہر نے اس سے دوبارہ شادی کرنے کا ارادہ کر لیا، آپ ﷺ سے جب اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تک دوسرا شوہر اس سے اسی طرح لطف نہ اٹھائے جس طرح پہلے نے اٹھایا تھا، اس وقت تک وہ پہلے کے لیے جائز نہیں۔" بخاری و مسلم، مذکورہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

**لغوی تحقیق:** **یدخل بھا**: یہاں اس سے مراد خلوت صحیحہ ہے۔**یذوق**: یہ ذوق سے مشتق ہے، ذوق ایسی حس کا نام ہے، جس کا تعلق اشیائے خوردونوش کے ذائقہ سے ہے، ظاہر ہے کہ اس کا مرکز زبان ہے۔ صاحب محیط کا کہنا ہے کہ اصل میں تو خوردونوش کی معرفت کا نام ہی ذوق ہے لیکن مجازاً اس کا اطلاق تجربہ اور مشاہدہ پر بھی ہوتا ہے اور یہاں مؤخر الذکر مفہوم ہی مراد ہے۔**عسیلتھا**: عین مضموم، یاء ساکن اور سین مفتوح، یہ **عسیلۃ** کی تصغیر ہے اور یہاں یہ تقلیل کیلئے ہے۔ علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ لذت جماع کو شہد سے تشبیہ دی گئی ہے اور بطور استعارہ اسے ذوق سے تعبیر کیا گیا ہے۔

**تشریح:** صحیح بخاری میں اس شخص کا نام رفاعہ قرظی مذکور ہے اور **فتح الباری** میں اس عورت کا نام تمیمہ بنت وھب قرظیہ مذکور ہے، ابن حبان میں مروی حدیث میں خاوند بیوی دونوں کے مذکورہ نام مذکور ہیں نیز اس میں دوسرے شوہر کا نام عبدالرحمٰن بن زبیر بھی مذکور ہے۔ اس حدیث سے حلالہ کے جواز کا استدلال فقط وہی شخص لے سکتا ہے جو کتاب وسنت کے مزاج سے نابلد ہو یا پھر تجاہل عارفانہ کے مرض میں مبتلا ہو۔

**فقہی احکام:** (۱) ایک یا دو طلاقیں دینے کے بعد شوہر کو رجوع کا حق حاصل ہے۔ (۲) تیسری طلاق کے بعد شوہر رجوع کے حق سے محروم ہو جاتا ہے۔ (۳) عورت عدت گزرنے کے بعد دوسرے شوہر سے شادی کرنے کی مجاز ہے۔ (۴) طلاق دینے کی نیت سے نکاح کرنا حرام ہے۔ (۵) دوسرا شوہر خلوت صحیحہ کے بغیر بھی طلاق دے سکتا ہے، لیکن اس صورت میں وہ پہلے شوہر کیلئے حلال نہ ہوگی۔ (۶) خلوت اسی مباشرت کا نام ہے جس میں شوہر کے آلہ تناسل کا کم از کم حشفہ عورت کی شرمگاہ میں داخل ہو۔ (۷) خلوت صحیحہ کیلئے مادہ منویہ کا اخراج ضروری نہیں ہے۔

## ۲۔ بَابُ الْكَفَاءَةِ وَالْخِيَارِ برابر اور اختیار کا بیان

**۱۰۰۰: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ " اَلْعَرَبُ بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ بَعْضٍ ,وَالْمَوَالِي بَعْضُهُمْ أَكْفَاءُ بَعْضٍ ,إِلَّا حَائِكاً أَوْ حَجَّاماً " رَوَاهُ اَلْحَاكِمُ ,وَفِي إِسْنَادِهِ رَاوٍ لَمْ يُسَمَّ ,وَاسْتَنْكَرَهُ أَبُو حَاتِمٍ.**

البیھقی: کتاب النکاح، باب اعتبار الصنعۃ فی الکفاءۃ: ۱۴۰۷۲، ۱۴۰۷۳، العلل لابن ابی حاتم: ۴۱۲/۱، ۴۲۳، التمھید: ۱۶۵/۱۹

تنبیہ: اس روایت کو حاکم کی طرف منسوب کرنا مؤلف رحمہ اللہ کا وہم ہے، البتہ امام بیہقی نے السنن الکبری میں امام حاکم کے واسطے سے یہ حدیث نقل کی ہے۔

۱۰۰۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: "عرب باہم کفو (برابر) ہیں اور موالی باہم کفو ہیں، ماسوا جولاہے اور حجام کے۔" (اسے حاکم نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ایک نامعلوم راوی ہے، اور امام ابوحاتم نے اسے منکر قرار دیا ہے۔)

**لغوی تحقیق:** **الکفاءۃ**: کاف مفتوح، اس کے لغوی معنی مساوات کے ہیں، جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے "**المسلمون تتکافأ دماؤھم**؛ مسلمان کے خون باہم برابر ہیں"۔ **کفو**: عام طور پر پانچ اشیاء میں معتبر ہے۔ (۱) **دینداری**، یعنی فریقین میں سے کوئی ایک فاسق و

فاجر نہ ہو۔(۲) **حریت**، یعنی فریقین میں سے کوئی ایک غلام نہ ہو۔(۳) **کم تر پیشہ سے وابستگی**، یعنی فریقین میں سے ایک تاجر اور دوسرا کمتر پیشہ سے وابستہ نہ ہو۔(۴) **فاقہ کشی**، یعنی فریقین میں سے ایک تونگر اور دوسرا فاقہ کش نہ ہو۔(۵) **نسب**، یعنی فریقین میں سے ایک عربی اور دوسرا عجمی نہ ہو۔**العرب**: **المعجم الاوسط** میں اس کی تعریف اس طرح کی گئی ہے؛ انسانوں کا ایک ایسا گروہ جو سامی الاصل ہو، اور وہ شبہ جزیرۃ العرب میں پروان چڑھا ہو۔ **اکفاء**: ہمزہ مفتوح اور کاف ساکن، یہ کفءٌ کی جمع ہے، اس کے لفظی معنی مثل اور نظیر کے ہیں۔ صاحب محیط کے بقول شوہر کا بیوی کی نظیر ہونا کفو ہے، یعنی نکاح کے وقت زوجین میں امور مخصوصہ اور مساوات کا پایا جانا۔ **الموالی**: یہ مولیٰ کی جمع ہے، اس سے مراد غیر عرب ہیں۔ **حائکا**: یہ حوک /حیاکہ سے ماخوذ ہے، حوک/ حیاکہ کا معنی ہے کپڑا بننا، حائک اسی سے اسم فاعل ہے، یعنی جولاہا یا کپڑا بننے والا۔ **حجاماً**: حجام۔

**تشریح**: یہ روایت اگرچہ متعدد طرق سے منقول ہے لیکن تمام طریق سخت مجروح ہیں جیسا کہ علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں، یہ روایت منکر اور موضوع ہے اور اس کے تمام طرق واہی ہیں۔

**۱۰۰۱: وَلَهُ شَاهِدٌ عِنْدَ الْبَزَّارِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ بِسَنَدٍ مُنْقَطِعٍ.**

البزار: ۲۶۷۷، البیهقی، کتاب النکاح، باب اعتبار الصنعة فی الکفاءة: ۱۴۰۷۴، میزان الاعتدال ۲ /۳۳۷، تهذیب الکمال: ۱/ ۳۱۱، تهذیب التهذیب: ۲/ ۴۲۹

۱۰۰۱: اس کی ایک شاہد روایت امام البزار، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منقطع سند سے لائے ہیں۔

**تشریح**: یہ روایت بھی ضعیف ہے، جیسا کہ مؤلف رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے، اس کی ایک شاہد روایت امام بیہقی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی لائے ہیں۔ یہ روایت حکم بن عبداللہ کی وجہ سے ضعیف ترین ہے۔ کیونکہ امام ابوحاتم نے اسے کذاب، امام دارقطنی نے من گھڑت روایات بنانے والا کہا ہے۔ علامہ ذہبی فرماتے ہیں، اس کے پاس عن الزہری عن ابن المسیب ایک نسخہ تھا جس میں پچاس احادیث بے اصل تھیں۔ زیر بحث روایت بھی امام بیہقی اسی سند سے لائے ہیں اور انہوں نے بھی اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔

**۱۰۰۲: وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَهَا " انْكِحِي أُسَامَةَ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ.**

مسلم، کتاب الطلاق، باب المطلقة ثلاثا لا نفقة لها: ۱۴۸۰، ابوداود: ۲۲۸۴، النسائی: ۶ /۷۵، ۷۶، ابن ماجة: ۱۸۶۹، المؤطا: ۲/ ۵۸۰، احمد: ۶/ ۴۱۱، الدارمی: ۲۱۸۳، البیهقی: ۷/ ۱۸۰، ۱۸۱، ابن حبان: ۴۰۴۹، الرسالة: ۳۰۹، الطحاوی: ۳/ ۵، عبدالرزاق: ۱۲۰۲۲، ابن ابی شیبة: ۴/ ۲۵۸، الطبرانی: ۲۴/ ۹۰۹، الحمیدی: ۳۶۳

۱۰۰۲: حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسامہ بن زید سے نکاح کرنے کا مشورہ دیا۔(مسلم)

**تشریح**: اس حدیث سے واضح ہوا کہ عرب وعجم اور نسب میں کفو کا ہونا ضروری نہیں کیونکہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ موالی میں سے تھے جبکہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا قریش سے تعلق رکھتی تھیں۔

**۱۰۰۳: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ " يَا بَنِي بَيَاضَةَ ,أَنْكِحُوا أَبَا هِنْدٍ ,وَانْكِحُوا إِلَيْهِ " وَكَانَ حَجَّامًا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ,وَالْحَاكِمُ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ.**

ابوداود، کتاب النکاح، باب فی الاکفاء: ۲۱۰۲، الحاکم: ۲ /۱۶۴، ابن حبان: ۴۰۶۷، البیهقی: ۷ /۱۳۶، الدارقطنی: ۳ /۳۰۰، ۳۰۱، الطبرانی: ۲۲/ ۸۰۸، المعجم الاوسط: ۶۵۴۰

تنبیہ: بلوغ المرام کے دیگر مطبوعہ نسخوں میں؛رواہ ابو داؤد و الحاکم بسند جید؛ ہے جبکہ دارالسلام کے مطبوعہ نسخہ میں بسند حسن مذکور ہے۔

۱۰۰۳: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:"اے بنی بیاضہ! ابوہند کی شادی کرواور اس کی لڑکیوں سے شادی کرو۔" ابوہند حجام تھے۔(اسے ابوداؤد اور حاکم نے جید سند سے روایت کیا ہے۔)

**لغوی تحقیق:** بنی بیاضة: یہ انصار کے قبیلہ خزرج کی ایک شاخ تھی۔ان کا پرانا تعلق قحطان کے ازد قبیلہ سے تھا۔ انکحوا الیه: اسکی لڑکیوں کے رشتے اپنے لئے طلب کرو۔

**تشریح:** ابوہند کا نام عبداللہ تھا اور وہ فروۃ بن عمرو بیاضی کا آزاد کردہ غلام تھا، اور حجام کے پیشہ سے وابستہ تھا۔ آپ ﷺ کو اسی نے سینگی لگائی تھی۔اس کی شاہد روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔

**فقہی احکام:** (۱) اصل کفو دین داری ہے۔(۲) لڑکی اگر نا پسند نہ کرے تو پھر پیشہ میں کفو ضروری نہیں۔
(۳) اسلام میں ذات پات کو برتری دینداری کی وجہ سے حاصل ہے۔

۱۰۰۴: وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ خُيِّرَتْ بَرِيرَةُ عَلَى زَوْجِهَا حِينَ عُتِقَتْ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ وَلِمُسْلِمٍ عَنْهَا أَنَّ زَوْجَهَا كَانَ عَبْدًا ، وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهَا كَانَ حُرًّا وَالْأَوَّلُ أَثْبَتُ.

صحیح مسلم، کتاب العتق، باب انما الولاء لمن اعتق: ۱۵۰۴/۵-۱۵، البخاری: ۲۵۳۶، ۵۲۷۹، ابوداود: ۲۲۳۳، ۲۲۳۴، الترمذی: ۱۱۷۰، النسائی: ۱۰۷/۵، ابن ماجة: ۲۰۷۴-۲۰۷۶، المؤطا: ۵۶۲/۲، احمد: ۴۵/۶، الدارمی: ۲۲۹۴-۲۲۹۶، الدارقطنی: ۲۸۸/۳، ۲۸۹، ابن حبان: ۴۲۷۲، ۴۲۷۳، الطحاوی: ۸۲/۳، البیہقی: ۲۲۳/۷

۱۰۰۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا جب آزاد ہوئیں تو انہیں ان کے خاوند کے بارے میں اختیار دیا گیا، بخاری اور مسلم میں ایک طویل حدیث ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ایک روایت مسلم میں ہے جس میں یہ بھی مذکور ہے کہ اس کا خاوند غلام تھا، اور انہیں سے مروی ایک روایت میں ہے کہ وہ آزاد تھا، لیکن پہلا قول صحیح ترین ہے۔

**لغوی تحقیق:** خیرت: خاء مضموم، یاء مشدد مکسور، راء مفتوح اور آخر میں تا ساکن، یعنی حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ اختیار ملا کہ وہ چاہے تو اپنے شوہر مغیث کے نکاح میں رہ سکتی ہے اور چاہے تو اپنا نکاح فسخ کر سکتی ہے۔

**تشریح:** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، الاسود، عروۃ بن زبیر اور قاسم بن محمد نقل کرتے ہیں، ہشام بن عروۃ یہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنے والد عروۃ اور عبدالرحمٰن بن قاسم کے واسطے سے نقل کرتے ہیں، جریر نے ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشہ کے طریق سے جو روایت نقل کی ہے اس میں؛ کان زوجها عبداً ؛ ہے یعنی بریرہ کا شوہر اس وقت غلام تھا۔ قاسم سے یہ روایت ان کا بیٹا عبدالرحمٰن نقل کرتا ہے، اور عبدالرحمٰن سے سماک نے جو روایت نقل کی ہے اس میں بھی؛ کان زوجها عبداً ؛ ہے، لیکن عبدالرحمٰن بن قاسم نے جب یہ روایت شعبہ کو بیان کی تو اس وقت اس نے؛ کان زوجها حراً کہا، اور یہ تینوں روایات مسلم میں ہیں، ابن حبان نے الاسود سے وکان زوجها حراً کے الفاظ نقل کئے ہیں۔امام بخاری نے اس قول کو منقطع قرار دیا ہے۔ مؤلف رحمہ اللہ نے اس تعارض کو دور کرنے کیلئے پہلی روایت کو اثبت اور دوسری کو غیر محفوظ قرار دیا ہے۔

مؤلف رحمہ اللہ کا یہ قول مبنی برحقیقت ہے کیونکہ امام شعبہ خود فرماتے ہیں کہ میں نے بعد میں عبدالرحمٰن سے جب حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کے بارے میں وضاحت چاہی تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار فرمایا۔ نیز یزید بن رومان نے عن عروۃ عن عائشہ کے طریق سے بھی؛ کان زوج

بریرۃ عبداً ؛ کے الفاظ نقل کیے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی روایت میں بھی یہی الفاظ ہیں۔ اہل علم نے اس حدیث سے سو سے زائد مسائل کا استنباط کیا ہے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

**فقہی احکام:** (۱) ولاء کی نسبت آزاد کرنے والے کی طرف ہوگی۔ (۲) وہ رقم جو اقساط میں ادا کرنا ہوا سے یکمشت بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔ (۳) جو شرائط کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے خلاف ہوں وہ مردود ہیں۔ (۴) کسی شخص کی مذمت کرنا مقصود ہو تو اس کا نام لینے کی بجائے اس کی برائی کا ذکر کر کے اس کی مذمت کی جائے۔ (۵) بیوی اور شوہر دونوں غلام ہوں اور بیوی شوہر سے پہلے آزاد ہو جائے تو نکاح فسخ کرنے یا برقرار رکھنے کا اختیار بیوی کا ہوگا۔ (۶) جس مسئلہ میں اختیار ہو وہاں کوئی ایک بات اختیار کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ (۷) کسی بڑے شخص کا مشورہ قبول نہ کرنے سے اس کی توہین لازم نہیں آتی۔ (۸) صدقہ میں ملی ہوئی چیز ایسے شخص کو بطور تحفہ دینا جائز ہے جس پر صدقہ حرام ہو۔ (۹) اگر تعلقات بہت خوشگوار ہوں تو پھر اپنے کسی ساتھی کی چیز کو اس کی اجازت کے بغیر بھی اپنے لئے تحفہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

**۱۰۰۵:** وَصَحَّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عِنْدَ اَلْبُخَارِيِّ أَنَّهُ كَانَ عَبْدًا.

البخاری، کتاب الطلاق، باب خیار الامة تحت العبد: ۵۲۸۰ - ۵۲۸۲، ابوداود: ۲۲۳۱، الترمذی: ۱۱۵۴، النسائی: ۸/۲۴۵، ابن ماجة: ۲۰۷۵، احمد: ۱/۳۶۱، الدارمی: ۲۲۹۶، البیھقی: ۷/۲۲۲، البغوی: ۲۲۹۹

**۱۰۰۵:** بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح قول منقول ہے کہ وہ غلام تھا۔

**۱۰۰۶:** وَعَنِ اَلضَّحَّاكِ بْنِ فَيْرُوزَ الدَّيْلَمِيِّ ,عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اَللَّهِ! إِنِّي أَسْلَمْتُ وَتَحْتِي أُخْتَانِ , فَقَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ" طَلِّقْ أَيَّتَهُمَا شِئْتَ " رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْأَرْبَعَةُ إِلَّا النَّسَائِيَّ وَصَحَّحَهُ اِبْنُ حِبَّانَ وَاَلدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَأَعَلَّهُ اَلْبُخَارِيُّ

ابوداود، کتاب الطلاق، باب فیمن اسلم و عنده نساء اکثر من اربع او اختان: ۲۲۴۳، الترمذی: ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ابن ماجة: ۱۹۵۱، احمد: ۴/۲۳۲، ابن حبان: ۴۱۵۵، الدارقطنی: ۳/۲۷۳، البیھقی: ۷/۱۸۴، الطبرانی: ۱۸/۸۴۳ - ۸۴۵، ابن ابی شیبة: ۴/۳۱۷، عبدالرزاق: ۱۲۶۲۷

**۱۰۰۶:** حضرت ضحاک اپنے والد فیروز رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! میں نے اسلام قبول کرلیا ہے اور میرے نکاح میں دو بہنیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ان میں سے کسی ایک کو جسے تم چاہو طلاق دے دو۔" (اسے احمد اور چاروں نے ماسوا نسائی کے روایت کیا ہے۔ ابن حبان، دار قطنی اور بیہقی نے اسے صحیح اور امام بخاری نے معلول قرار دیا ہے۔)

**تشریح:** اس روایت کو امام بخاری کے علاوہ امام عقیلی اور حافظ ابن قیم نے بھی معلول قرار دیا ہے، اگر یہ روایت معلول ہو تب بھی اس کا معلول ہونا اس روایت سے ثابت ہونے والے مسائل کیلئے مضر نہیں، کیونکہ اس حدیث سے دو مسائل مستنبط ہوتے ہیں (۱) دو حقیقی، رضاعی، مادر پدر زادیاں ایک شوہر کے نکاح میں ایک ساتھ نہیں رہ سکتیں۔ یہ مسئلہ نص قطعی سے بھی ثابت ہے۔ (۲) حالت کفر میں کیا ہوا نکاح، اسلام قبول کرنے کے بعد بھی برقرار رہتا ہے۔ یہ مسئلہ بھی صحابہ، تابعین اور مجتہدین کے مابین مختلف فیہ نہیں۔

امام ابن رشد فرماتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دو بہنیں ایک مرد کے نکاح میں ایک ساتھ نہیں رہ سکتیں، خواہ وہ دونوں نسب کے اعتبار سے بہنیں ہوں یا دودھ کے رشتے سے وابستہ ہوں، دونوں آزاد ہوں یا دونوں لونڈیاں یا ان میں سے ایک آزاد اور ایک لونڈی ہو۔ امام قرطبی فرماتے ہیں کہ اس بات پر بھی تمام اہل علم متفق ہیں کہ اگر کوئی شخص ایک عورت کو طلاق دیدے تو وہ اس وقت تک اس کی بہن، پھوپھی یا خالہ وغیرہ سے نکاح نہیں کر سکتا جب تک پہلی بیوی سے اسے رجوع کا حق حاصل ہے۔

**فقہی احکام:** (۱) حالت کفر میں کیا ہوا نکاح اسلام قبول کرنے کے بعد بھی برقرار رہتا ہے بشرطیکہ وہ اسلامی اصولوں کے مطابق ہو۔
(۲) دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں جمع نہیں کیا جا سکتا۔

**۱۰۰۷: وَعَنْ سَالِمٍ ,عَنْ أَبِيهِ , أَنَّ غَيْلَانَ بْنَ سَلَمَةَ أَسْلَمَ وَلَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ ,فَأَسْلَمْنَ مَعَهُ ,فَأَمَرَهُ اَلنَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَتَخَيَّرَ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا. رَوَاهُ أَحْمَدُ ,وَالتِّرْمِذِيُّ ,وَصَحَّحَهُ اِبْنُ حِبَّانَ ,وَالْحَاكِمُ, وَأَعَلَّهُ اَلْبُخَارِيُّ ,وَأَبُو زُرْعَةَ ,وَأَبُو حَاتِمٍ.**

الترمذی، ابواب النکاح، باب ماجاء فی الرجل یسلم و عندہ عشرۃ نسوۃ: ۱۱۴۳، ابن ماجۃ: ۱۹۵۳، احمد: ۲/ ۱۴، ۴۴، ابن حبان: ۴۱۵۶،الدارقطنی : ۳/۲۷۰، الحاکم: ۲/۱۹۲، ۱۹۳، البیھقی: ۷/۱۴۹، المؤطا: ۲/۵۸۲، عبدالرزاق: ۱۲۶۲۱، المعجم الکبیر: ۱۳۲۲۱، ابن ابی شیبۃ: ۴/۳۱۷، الشافعی: ۲/۱۶

۱۰۰۷: حضرت سالم اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ غیلان بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو اس وقت اس کے نکاح میں دس خواتین تھیں، وہ بھی ان کے ساتھ ہی مسلمان ہو گئیں، نبی ﷺ نے انہیں کوئی سی چار بیویاں اپنے نکاح میں رکھنے کا اختیار دیا۔ اسے امام احمد اور امام ترمذی نے بیان کیا ہے۔ امام ابن حبان اور امام حاکم نے صحیح کہا ہے، امام بخاری، امام ابوزرعہ اور امام ابوحاتم نے اسے معلول قرار دیا ہے۔

**تشریح:** اس روایت کے جملہ رواۃ ثقہ ہیں، تاہم جن ائمہ نے اس روایت کو معلول قرار دیا ہے ان کا کہنا ہے کہ اس روایت کو موصولاً نقل کرنا معمر کا وہم ہے، امام ترمذی نے جامع ترمذی میں امام بخاری کے حوالے سے اس روایت کو غیر محفوظ قرار دیا ہے۔ مؤلف رحمہ اللہ نے امام مسلم کے حوالے سے اس روایت کے اتصال کو معمر کا وہم قرار دیا ہے، امام احمد نے بھی معمر کے تفرد کی وجہ سے اس کی صحت سے انکار کیا ہے، ابن عبدالبر نے اس کے جملہ طرق کو معلول قرار دیا ہے۔ ان کے برعکس امام ابن حبان، امام حاکم، امام بیہقی اور امام ابن قطان نے اسے صحیح کہا ہے۔

مذکورہ بیانات سے یہ واضح ہوا کہ جن ائمہ نے اس روایت کو معلول قرار دیا ہے، ان کی شخصیات ان سے کہیں قد آور ہیں جنہوں نے اسے صحیح کہا ہے، تاہم اس روایت کا معلول ہونا مضر نہیں کیونکہ نص قطعی میں بھی زیادہ سے زیادہ چار بیویاں رکھنے کی اجازت مذکور ہے، نیز علمائے امت کا اس پر اجماع ہے کہ ایک شخص ایک وقت میں چار سے زائد خواتین اپنے نکاح میں رکھنے کا مجاز نہیں۔

**۱۰۰۸: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ رَدَّ اَلنَّبِيُّ ﷺ اِبْنَتَهُ زَيْنَبَ عَلَى أَبِي الْعَاصِ بْنِ اَلرَّبِيعِ ,بَعْدَ سِتِّ سِنِينَ بِالنِّكَاحِ اَلْأَوَّلِ , وَلَمْ يُحْدِثْ نِكَاحًا. رَوَاهُ أَحْمَدُ ,وَالْأَرْبَعَةُ إِلَّا النَّسَائِيَّ ,وَصَحَّحَهُ أَحْمَدُ ,وَالْحَاكِمُ.**

ابوداود، کتاب النکاح، باب الی متی ترد علیہ امرأتہ اذا اسلم بعدھا: ۲۲۴۰، الترمذی: ۱۱۵۷، ابن ماجۃ: ۲۰۰۹، احمد: ۱/۲۱۷، الحاکم: ۲/۲۰۰

۱۰۰۸: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی لخت جگر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو چھ سال بعد پہلے نکاح میں حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ رخصت فرما دیا اور ان کا نیا نکاح نہیں فرمایا۔ اسے احمد اور چاروں میں سے نسائی نے روایت نہیں کیا، احمد اور حاکم نے صحیح کہا ہے

**تشریح:** یہ روایت متعدد طرق سے منقول ہے، محمد بن عمرو سے مروی روایت میں چھ سال کا دورانیہ ہے جبکہ حسن بن علی سے منقول روایت میں دو سال کا دورانیہ مذکور ہے۔ اس روایت کا متن شواہد کی بنا پر مدت کی تعیین کے بغیر قابل اعتبار ہے۔

**۱۰۰۹: وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ,عَنْ أَبِيهِ ,عَنْ جَدِّهِ أَنَّ اَلنَّبِيَّ ﷺ رَدَّ اِبْنَتَهُ زَيْنَبَ عَلَى أَبِي الْعَاصِ بِنِكَاحٍ جَدِيدٍ. قَالَ اَلتِّرْمِذِيُّ حَدِيثُ اِبْنِ عَبَّاسٍ أَجْوَدُ إِسْنَادًا ,وَالْعَمَلُ عَلَى حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ.**

ابن ماجۃ، ابواب النکاح، باب الزوجین یسلم احدھما قبل الآخر: ۲۰۱۰، الترمذی: ۱۱۵۷، احمد: ۲/۲۰۷، البیھقی: ۱۰/۱۸۸

۱۰۰۹: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنی لخت جگر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح جدید کے ساتھ رخصت فرمایا تھا۔امام ترمذی نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی روایت کی سند، اس روایت کی سند سے زیادہ عمدہ ہے جبکہ عمل حضرت عمرو بن شعیب سے مروی حدیث پر ہے۔

**تشریح:** یہ روایت حجاج بن ارطاہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔امام احمد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ حجاج نے عمرو بن شعیب سے نہیں، بلکہ محمد بن عبید عزرمی سے سنا ہے۔امام بیہقی اور امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ثابت نہیں، امام بخاری فرماتے ہیں کہ حدیث ابن عباس اس سے عمدہ ہے۔صاحب سبل السلام فرماتے ہیں کہ امام ترمذی کا یہ کہنا ہے کہ حدیث عمرو بن شعیب پر عمل ہے، اس کا مطلب ہے کہ اہل عراق کا اس پر عمل ہے۔

۱۰۱۰: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ أَسْلَمَتْ اِمْرَأَةٌ ,فَتَزَوَّجَتْ ,فَجَاءَ زَوْجُهَا, فَقَالَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ! إِنِّي كُنْتُ أَسْلَمْتُ ,وَعَلِمَتْ بِإِسْلَامِي ,فَانْتَزَعَهَا رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ مِنْ زَوْجِهَا اَلْآخَرِ ,وَرَدَّهَا إِلَى زَوْجِهَا اَلْأَوَّلِ، رَوَاهُ أَحْمَدُ ,وَأَبُو دَاوُدَ ,وَابْنُ مَاجَةْ وَصَحَّحَهُ اِبْنُ حِبَّانَ ,وَالْحَاكِمُ.

ابوداود، کتاب النکاح، باب اذا اسلم احد الزوجین: ۲۲۳۹، الترمذی: ۱۱۵۹، ابن ماجۃ: ۲۰۰۸، احمد: ۲۹۷۴، ابن حبان: ۴۱۵۹، ابن الجارود: ۷۵۷، الحاکم: ۲/۲۰۰، الطیالسی: ۲۶۷۴، عبدالرزاق: ۱۲۶۴۵، البیھقی: ۷/۱۸۸، ۱۸۹

۱۰۱۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، ایک خاتون نے اسلام قبول کر لیا اور اس نے (کسی اور سے) نکاح کر لیا، پھر اس کا (پہلا) شوہر حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! میں بھی اسلام قبول کر چکا تھا، اور اسے میرے اسلام قبول کرنے کا علم بھی تھا، آپ ﷺ نے وہ خاتون دوسرے شوہر سے لے کر پہلے شوہر کے حوالے کر دی۔اسے احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بیان کیا، ابن حبان اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔

**تشریح:** یہ روایت سماک بن حرب نے عکرمہ سے نقل کی ہے، سماک کی عکرمہ سے مرویات ضعیف ہیں کیونکہ وہ ان سے مروی روایات میں اضطراب کا شکار ہے، تاہم یہ روایت شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔

۱۰۱۱: وَعَنْ زَيْدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ ,عَنْ أَبِيهِ قَالَ تَزَوَّجَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ اَلْعَالِيَةَ مِنْ بَنِي غِفَارٍ ,فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ وَوَضَعَتْ ثِيَابَهَا ,رَأَى بِكَشْحِهَا بَيَاضًا فَقَالَ اَلنَّبِيُّ ﷺ " اِلْبَسِي ثِيَابَكِ ,وَالْحَقِي بِأَهْلِكِ " وَأَمَرَ لَهَا بِالصَّدَاقِ. رَوَاهُ اَلْحَاكِمُ ,وَفِي إِسْنَادِهِ جَمِيلُ بْنُ زَيْدٍ وَهُوَ مَجْهُولٌ ,وَاخْتُلِفَ عَلَيْهِ فِي شَيْخِهِ اِخْتِلَافًا كَثِيرًا.

الحاکم: ۴/۳۴، البیھقی، جماع ابواب العیب فی المنکوحۃ، باب مایرد بہ النکاح من العیوب: ۱۴۵۵۵

۱۰۱۱: حضرت زید بن کعب اپنے والد رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنوغفار قبیلہ کی عالیہ نامی خاتون سے شادی فرمائی، جب آپ ﷺ نے اس کے ساتھ خلوت اختیار فرمائی اور اس نے اپنے کپڑے اتارے تو آپ ﷺ نے اس کے پہلو میں سفید (پھلبہری) چٹاک دیکھے تو آپ ﷺ نے اسے کپڑے پہننے اور اپنے میکے جانے کا حکم فرمایا، اور اسے حق مہر دینے کے لیے ارشاد فرمایا۔(اسے حاکم نے روایت کیا ہے، اس کی سند میں جمیل بن یزید نامی راوی مجہول ہے اور اس کے استاد کے بارے میں بھی بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔)

**تشریح:** جمیل بن زید پر محدثین نے سخت جرح کی ہے، اس لئے یہ روایت ضعیف ترین ہے۔

۱۰۱۲: وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ اَلْمُسَيَّبِ ; أَنَّ عُمَرَ بْنَ اَلْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ اِمْرَأَةً ,فَدَخَلَ بِهَا ,فَوَجَدَهَا بَرْصَاءَ ,أَوْ مَجْنُونَةً ,أَوْ مَجْذُومَةً ,فَلَهَا اَلصَّدَاقُ بِمَسِيسِهِ إِيَّاهَا ,وَهُوَ لَهُ عَلَى مَنْ غَرَّهُ مِنْهَا. أَخْرَجَهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ ,وَمَالِكٌ,

وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ ,وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ.

سعید بن منصور: ۱/ ۲۱۲، المؤطا: ۵۲۶/۲، ابن ابی شیبة: ۴۸۶/۳، البیهقی، جماع ابواب العیب فی المنکوحة، باب ما یرد بہٖ النکاح من العیوب: ۱۴۵۵۸ ۔ ۱۴۵۶۰

۱۰۱۲: حضرت سعید مسیّب سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جو آدمی کسی عورت سے شادی کرنے کے بعد اس سے خلوت کر لے اور وہ اس عورت کو برص کی بیماری یا دیوانگی یا کوڑھ کا شکار پائے تو چھونے کی وجہ سے اسے حق مہر ادا کرے اور یہ رقم اس شخص سے بطور تاوان وصول کی جائے گی جس نے اس مرد کو دھوکا دیا تھا۔ (اسے سعید بن منصور، مالک اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے اور اس کے جملہ رواۃ ثقہ ہیں۔)

**تشریح:** اس روایت کے جملہ رواۃ اگرچہ ثقہ ہیں تاہم یہ روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت سعید بن میسّب کے مابین انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

۱۰۱۳: وَرَوَى سَعِيدٌ أَيْضًا عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ نَحْوَهُ وَزَادَ وَبِهَا قَرَنٌ فَزَوْجُهَا بِالْخِيَارِ فَإِنْ مَسَّهَا فَلَهَا اَلْمَهْرُ بِمَا اِسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا

سعید بن منصور: ۲۱۳/۱، البیهقی، جماع ابواب العیب فی المنکوحة، باب مایرد بہٖ النکاح من العیوب: ۱۴۵۶۶

۱۰۱۳: سعید بن منصور ہی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی کی مثل منقول ہے نیز مزید یہ الفاظ بھی مذکور ہیں، یا اس عورت کو مرض قرن ہو تو اس خاتون کے شوہر کو اختیار ہے، اگر اس نے اس خاتون سے مباشرت کی ہوگی تو پھر اس مرد کے ذمہ حق مہر لازم ہوگا بایں وجہ کہ اس نے اس خاتون کی شرمگاہ کو استعمال کیا ہے۔

**تشریح:** بلوغ المرام کے دستیاب نسخوں میں عبارت اسی طرح ہے، اور اس میں یہ تشنگی ہے کہ شوہر کس بات میں مختار ہے؟ اس تشنگی کی سیرابی کا بندوبست مطبوعہ بلوغ المرام کے نسخوں میں نہیں ہے۔ البتہ مصادر میں یعنی سعید بن منصور اور بیہقی میں ہے کہ اگر وہ مرد چاہے تو اسے اپنے نکاح میں رکھ لے اور چاہے تو طلاق دیدے، اگر اس مرد نے اس عورت سے مباشرت کی ہے تو دونوں صورتوں میں اس مرد کے ذمہ حق مہر لازم ہوگا کیونکہ وہ اس کی شرمگاہ سے لطف اندوز ہوا ہے، لیکن یہ روایت بھی ضعیف ہے، کیونکہ امام شعبی کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔

۱۰۱۴: وَمِنْ طَرِيقِ سَعِيدِ بْنِ اَلْمُسَيَّبِ أَيْضًا قَالَ قَضَى بِهِ عُمَرُ رضی اللہ عنہ فِي اَلْعِنِّينِ ,أَنْ يُؤَجَّلَ سَنَةً، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ.

البیهقی، کتاب النکاح، باب اجل العنین: ۱۴۶۳۱، ابن ابی شیبة، کتاب النکاح، باب کم یؤجل العنین: ۳۳۱/۳، الدارقطنی: ۳۰۵/۳

۱۰۱۴: حضرت سعید بن میسّب کے طریق سے یہ بھی مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نامرد آدمی کو ایک سال کی مہلت دینے کا فیصلہ صادر فرمایا۔ (اس کے تمام رواۃ ثقہ ہیں)

**تشریح:** یہ روایت بھی منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

## ۳۔ بَابُ عِشْرَةِ النِّسَاءِ — بیویوں کے ساتھ رہن سہن کا بیان

۱۰۱۵: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ " مَلْعُونٌ مَنْ أَتَى اِمْرَأَةً فِي دُبُرِهَا " رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ,وَالنَّسَائِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ ,وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ ,وَلَكِنْ أُعِلَّ بِالْإِرْسَالِ.

ابوداود، کتاب النکاح، باب فی جامع النکاح: ۲۱۶۲، النسائی فی الکبری: ۹۰۱۵، ابن ماجة: ۱۹۲۳، احمد: ۲۷۲/۲، المعجم الاوسط: ۹۹۴، ۶۳۵۳، ابن حبان: ۴۱۹۷ ۔ ۴۲۰۴

۱۰۱۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ شخص معلون ہے جس نے عورت کی دُبر استعمال کی۔" (اسے ابوداؤد اور نسائی نے بیان کیا ہے اور مذکورہ الفاظ نسائی کے ہیں، اس کے رواۃ ثقہ ہیں تاہم اس میں ارسال کی علت بتائی گئی ہے۔)

**لغوی تحقیق:** عشرۃ: عین مکسور اور شین ساکن، رہن سہن، شرعی اصطلاح میں زوجین کے درمیان قائم محبت ومودت کو عشرۃ النساء کہتے ہیں

**تشریح:** اس مفہوم کی حدیث آپ ﷺ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر صحابہ نے بھی بیان کی ہے، پھر یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی متعدد طرق سے منقول ہے، بنابریں اگر یہ روایت مرسل بھی ہو تب بھی اس کا مرسل ہونا اس سے فقہی مسائل اخذ کرنے سے مانع نہیں۔ قرآن حکیم میں بھی اللہ تعالیٰ نے بیویوں کو کھیتیاں قرار دیا ہے، یعنی مادہ منویہ کو اس جگہ پر ٹپکانے کا حکم دیا ہے، جہاں پر وہ افزائش نسل کا ذریعہ بن سکے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر بھی اسی طرح منقول ہے۔

**فقہی احکام:** (۱) بیویوں کی دُبر کو استعمال کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ (۲) جماع تو قُبل ہی میں کرنا ہے، البتہ قبل میں جماع کرنے کیلئے طریقہ کوئی بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔ (۳) فعل قوم لوط زوجین کے مابین نفرت کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ (۴) وطی سے لطف اندوز ہونا بیوی کا حق ہے اور فعل قوم لوط اس کے اس حق پر ڈاکہ ہے۔

**۱۰۱۶: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ " لا يَنْظُرُ اَللَّهُ إِلَى رَجُلٍ أَتَى رَجُلاً أَوْ اِمْرَأَةً فِي دُبُرِهَا " رَوَاهُ اَلتِّرْمِذِيُّ ,وَالنَّسَائِيُّ ,وَابْنُ حِبَّانَ ,وَأُعِلَّ بِالْوَقْفِ.**

الترمذی، ابواب الرضاع، باب فی کراهیة اتیان النساء فی ادبار هن: ۱۱۶۵، ابن حبان، کتاب النکاح، باب النهی عن اتیان النساء فی اعجازهن: ۴۱۹۷-۴۲۰۴، النسائی فی الکبریٰ: ۹۰۰۱، ابن ابی شیبة: ۲۵۱/۴، ۲۵۲، ابو یعلیٰ: ۲۳۷۸، مصباح الزجاجة :(ص) ۱۶۵، المعجم الاوسط؛ ۴۹۹، ۲۳۵۳

۱۰۱۶: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو رحمت سے نہیں دیکھے گا جو مرد یا عورت کی دبر استعمال کرتا ہے۔" (اسے ترمذی، نسائی اور ابن حبان نے بیان کیا ہے اور اس میں موقوف ہونے کی علت بیان کی گئی ہے۔)

**تشریح:** اس حدیث کے جملہ رواۃ ماسوا ابوخالد سلیمان بن حیان کے رواۃ صحیح ہیں۔ امام ابن حبان اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ضحاک بن عثمان سے وکیع نے بھی اس روایت کو مرفوع بیان کیا ہے، گویا اس روایت کو مرفوع بیان کرنے میں ابوخالد کا وکیع متابع ہے، نیز امام ابن ماجہ اور امام طبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی مرفوع حدیث بھی انہیں الفاظ سے بیان کی ہے۔ امام بوصیری نے رواۃ ابن ماجہ کو ثقات قرار دیا ہے۔ اس کی شاہد روایت خزیمہ بن ثابت، علی بن طلق رضی اللہ عنہما وغیرھما سے بھی مروی ہیں۔

**۱۰۱۷: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ اَلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ " مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاَللَّهِ وَالْيَوْمِ اَلْآخِرِ فَلَا يُؤْذِي جَارَهُ ,وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا ,فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ ,وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي اَلضِّلَعِ أَعْلَاهُ ,فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ ,وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ , فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ,وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ وَلِمُسْلِمٍ " فَإِنْ اِسْتَمْتَعْتَ بِهَا اِسْتَمْتَعْتَ وَبِهَا عِوَجٌ ,وَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهَا كَسَرْتَهَا ,وَكَسْرُهَا طَلَاقُهَا"**

البخاری، کتاب النکاح، باب الوصاة بالنساء: ۵۱۸۵، ۵۱۸۶، مسلم: ۱۴۶۸، النسائی فی الکبریٰ: ۹۱۴۰، ابن حبان: ۴۱۷۸-۴۱۸۰، الطبرانی: ۲۹۹۲، البزار: ۱۴۲۶، الحاکم: ۱۷۴/۴، احمد: ۴۴۹/۲، ۸/۵، الدارمی: ۱۴۸/۲

۱۰۱۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ

دے،عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت قبول کرو، کیونکہ وہ پسلی سے تخلیق کی گئی ہیں اور بلا شبہ پسلی کا زیادہ ٹیڑھا حصہ اس کے اوپر والا خم ہے ،اگر تو اس خم کو سیدھا کرنے کی کوشش کرے گا تو اسے توڑ ڈالے گا،اور سیدھا کرنے سے باز رہے گا تو اس میں ہمیشہ خم رہے گا،سو عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت قبول کرو۔"(بخاری ومسلم)مذکورہ الفاظ بخاری کے ہیں اور مسلم میں ہے "اگر تم اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس میں ٹیڑھا پن برداشت کرتے ہوئے فائدہ حاصل کرو،اگر تم نے اسے سیدھا کرنے کی کوشش کی تو تم اسے توڑ بیٹھو گے اور اس کے توڑنے سے مراد طلاق دینا ہے۔"

**لغوی تحقیق:** استوصوا:عورتوں کے بارے میں ایک دوسرے کو بھلائی کی وصیت کرو۔اس کا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عورتوں کے بارے میں میری وصیت پر عمل کرو۔ ضلع: ضادمکسور،اور لام مفتوح،پسلی۔ اعلاہ: پسلی کا وہ حصہ جو ہنسلی سے متصل ہوتا ہے۔ عوج: عین مکسور اور واوَ مفتوح،خم دار۔

**تشریح:** اس حدیث میں تخلیق حواء کی طرف اشارہ ہے،یعنی محترمہ حواء سلام اللہ علیہا کی تخلیق اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے فرمائی۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿اس نے آدم سے اسی کی بیوی پیدا فرمائی۔﴾

اسی مفہوم کی حدیث حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

**فقہی احکام:** (۱)پڑوسی کو تکلیف دینا ایمان کے ناقص ہونے کی دلیل ہے۔(۲)عورتوں کی غلطیوں کو نظر انداز کر کے ان کے ساتھ ہمیشہ بھلائی کرنی چاہیے۔(۳)عورتوں پر سختی کرنے سے رشتۂ ازواج کے منقطع ہونے کا خطرہ ہے۔(۴)عورتوں سے اچھا سلوک انسانیت کا زیور ہے۔

**۱۰۱۸: وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزَاةٍ ,فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ ,ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ "أَمْهِلُوا حَتَّى تَدْخُلُوا لَيْلًا يَعْنِي عِشَاءً لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ ,وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ "إِذَا أَطَالَ أَحَدُكُمُ الْغَيْبَةَ ,فَلَا يَطْرُقْ أَهْلَهُ لَيْلاً"**

البخاری، کتاب النکاح، باب تزویج الثیبات: ۵۰۷۹، مسلم: ۱۸۴/۱۵/۷، ابوداود: ۲۷۷۸، الترمذی: ۲۸۶۷، احمد: ۳۰۲/۳، ۳۰۳، الدارمی: ۲۶۱۶، البیھقی: ۲۶۰/۵، ابن حبان: ۲۷۰۸، ۲۷۱۳، ۲۷۱۴، ۲۷۱۵، الطیالسی: ۱۷۲۴، ۱۷۲۷، ابن ابی شیبۃ: ۵۲۳/۱۲

۱۰۱۸: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم ایک غزوہ میں نبی ﷺ کے ہمراہ تھے،جب ہم مدینہ منورہ واپس پہنچ کر اپنے گھروں میں داخل ہونے کیلئے چلنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا:"کچھ دیر انتظار کرو اور رات کے وقت اپنے گھروں میں داخل ہونا،رات سے آپ ﷺ کی مراد عشاء تھی،تاکہ پراگندہ بالوں والی کنگھی کر لے اور خاوند سے بچھڑی خاتون زیر ناف بال صاف کر لے۔"(بخاری ومسلم)اور بخاری کی ایک روایت میں ہے"آپ میں سے کوئی ایک جب طویل عرصہ کے بعد واپس آئے تو وہ رات کے وقت اپنے اہل کے پاس مت جائے۔"

**لغوی تحقیق:** امھلوا: جلدی مت کریں،تھوڑی دیر انتظار کریں۔ عشاء: عین مکسور اور شین مخفف مفتوح،اندھیرا یعنی مغرب سے عشاء تک کا دورانیہ۔ تمتشط: خواتین اپنے بالوں میں کنگی کر لیں۔ الشعثۃ: شین مفتوح اور عین مکسور،ایسی خاتون جس کے بال منتشر ہوں۔ تستحد: بال صاف کر لے۔ المغیبۃ: میم مضموم اور غین مکسور،ایسی خاتون جس کا شوہر اس کے پاس موجود نہ ہو۔ فلا یطرق: یہ الطروق سے ماخوذ ہے۔اس کے معنی ہیں رات کے وقت سفر وغیرہ سے واپس آنا،یعنی رات کے وقت جو سفر سے واپس آئے وہ بیوی کو غسل وغیرہ کی مہلت دیئے بغیر اس کے پاس مت جائے۔ لیلاً: یہاں لیلاً کا ذکر وضاحت اور تاکید کیلئے ہے۔

**تشریح:** حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ جب سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے مسجد جانے کا حکم فرماتے ،اور وہاں دو رکعت نماز پڑھتے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:" آپ میں سے کوئی ایک جب اپنے سفر کرنے کا مقصد حاصل کر لے تو وہ جلد اپنے اہل کے پاس واپس لوٹ آئے۔"

**فقہی احکام:** (۱) سفر سے واپسی پر سب سے پہلے محلے کی مسجد میں حاضر ہو کر دو رکعت پڑھنا مسنون ہے۔(۲) دو رکعت پڑھنے کے بعد مسجد میں اتنی دیر قیام کرنا چاہیے جتنے وقت میں شادی شدہ خواتین نہا دھولیں اور کنگی وغیرہ کر لیں۔(۳) فون وغیرہ کے ذریعے اپنی آمد کی پیشگی اطلاع کی جائے تو بہتر ہے۔(۴) بلا ضرورت بیوی بچوں سے دور رہنا درست نہیں۔

**۱۰۱۹: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ اَلْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ " إِنَّ شَرَّ اَلنَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اَللَّهِ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ ; اَلرَّجُلُ يُفْضِي إِلَى اِمْرَأَتِهِ وَتُفْضِي إِلَيْهِ ,ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا " أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ.**

مسلم، كتاب النكاح، باب تحريم افشاء سر المرأة: ۱۴۳۷، ابوداود: ۴۸۷۰، احمد: ۶۹/۳

**۱۰۱۹:** حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:" قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین انسان وہ ہوگا ، جو اپنی بیوی سے خلوت کرے اور بیوی شوہر سے خلوت کرے، پھر وہ اس راز کو فاش کر دے۔"

**لغوی تحقیق:** **یفضی**: علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ اس کا لغوی معنی ملاپ کرنا ہے۔علامہ ہروی اور کلبی کا کہنا ہے کہ اس سے مراد خاوند بیوی کی باہمی خلوت ہے،خواہ جماع کی نوبت آئے یا نہ آئے۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد اور سدی کا کہنا ہے کہ اس سے مراد جماع ہے۔ **سرھا**: سین مکسور اور راء مشدد، راز کی باتیں۔ **اشر**: یہ اسم تفضیل کا صیغہ ہے، اہل نحاۃ شر اور خیر کے مادہ سے اسم تفضیل کو افعل کے وزن پر استعمال کرنے کو درست نہیں سمجھتے ،لیکن صحیح احادیث میں یہ دونوں مادے افعل کے وزن پر استعمال ہوئے ہیں ،لہٰذا نحاۃ کا یہ ضابطہ قابل ترمیم ہے۔

**تشریح:** شوہر اور بیوی دونوں ایک دوسرے کیلئے لباس ہیں ،جس طرح لباس جسم کے رازوں کو چھپا لیتا ہے، اسی طرح زوجین کو چاہیے کہ وہ اپنی خلوت کے راز دوسروں سے چھپا کر رکھیں ،خلوت کے راز عموماً آلات تناسل اور لذت سے متعلق ہوتے ہیں ،انہیں فاش کرنا نہایت مکروہ عمل ہے اور زوجین کا ایک دوسرے کے راز فاش کرنے کا نتیجہ باہمی نفرت کی صورت میں بھی نمودار ہو سکتا ہے، جیسا کہ عصر حاضر میں ہو چکا ہے، اس لئے شارع نے اس کی سخت وعید سنائی ہے۔

**۱۰۲۰: وَعَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ ,عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اَللَّهِ! مَا حَقُّ زَوْجِ أَحَدِ نَا عَلَيْهِ؟ قَالَ " تُطْعِمُهَا إِذَا أَكَلْتَ , وَتَكْسُوهَا إِذَا اِكْتَسَيْتَ ,وَلَا تَضْرِبِ اَلْوَجْهَ ,وَلَا تُقَبِّحْ ,وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي اَلْبَيْتِ " رَوَاهُ أَحْمَدُ ,وَأَبُو دَاوُدَ ,وَالنَّسَائِيُّ, وَابْنُ مَاجَةْ, وَعَلَّقَ اَلْبُخَارِيُّ بَعْضَهُ, وَصَحَّحَهُ اِبْنُ حِبَّانَ ,وَالْحَاكِمُ.**

ابوداود، كتاب النكاح، باب في حق المرأة على زوجها: ۲۱۴۲ ، ۲۱۴۳، النسائي في الكبرى: ۹۱۷۱، ابن ماجة: ۱۸۵۰، احمد: ۴۴۷/۴، ابن حبان: ۴۱۷۵، الحاكم: ۱۸۷/۲ ، ۱۸۸، البيهقي: ۳۰۵/۷، الطبراني: ۱۰۳۴/۱۹ ، ۱۰۳۷، البخاري، كتاب النكاح ، باب : ۹۲ معلقاً

**۱۰۲۰:** حضرت حکیم بن معاویہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ،ان کے والد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! ہماری بیویوں کا ہم پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا؟" جب تم خود کھاؤ تو انہیں بھی کھلاؤ، جب تم خود پہنو تو انہیں بھی پہناؤ، چہرے پر مت مارو، اور ان سے قطع تعلق گھر میں رکھ کر کرو۔" (اسے احمد، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے، امام بخاری نے اس روایت کا کچھ

حصہ بلاسند روایت کیا ہے، ابن حبان اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔)

**تشریح:** امام ابوداؤد نے یہ روایت تین طرق سے نقل کی ہے اور تینوں طرق میں حضرت بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں۔ بہز بن حکیم کے پاس ان کی مرویات کا ایک نسخہ تھا، محدثین ان کے اس نسخہ کے بارے میں مختلف آراء رکھتے ہیں، بعض اسے قابل حجت خیال کرتے ہیں اور بعض مسترد کرتے ہیں۔ امام ابن حبان نے یہ حدیث ابوقزعہ عن حکیم بن معاویہ کے طریق سے نقل کی ہے۔

**فقہی احکام:** (۱) بیوی کے نان ونفقہ اور قیام ولباس کی ذمہ داری شوہر پر ہے۔ (۲) بیوی پر شوہر کی اطاعت وفرمانبرداری لازم ہے۔ (۳) بیوی اگر سرکشی کا مظاہرہ کرے تو شوہر تادیبی کاروائی کرسکتا ہے۔ (۴) اس کاروائی کا ابتدائی مرحلہ پند ونصائح اور ثانوی مرحلہ تعلقات میں سرد مہری ہے۔ (۵) مذکورہ طریقے اگر کارگر نہ ہوں تو ہلکی جسمانی سزا بھی دی جاسکتی ہے۔ (۶) جسمانی سزا دیتے وقت چہرے پر ضرب لگانا ممنوع ہے۔ (۷) بیوی کو سب وشتم کرنے کی کسی حال میں بھی اجازت نہیں۔ (۸) بیوی سے ناراض ہوکر اسے میکے بھیج دینا درست نہیں۔

**۱۰۲۱:** **وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّه رضی اللہ عنہما قَالَ كَانَتِ الْيَهُودُ تَقُولُ إِذَا أَتَى الرَّجُلُ اِمْرَأَتَهُ مِنْ دُبُرِهَا فِي قُبُلِهَا ,كَانَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ فَنَزَلَتْ ﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾ ۔الآيَة . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ,وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ.**

مسلم، کتاب النکاح، باب جواز جماعه امرأته فی قبلها من قدامها ومن ورائها من غیر تعرض للد بر:۱۴۳۵، البخاری:۴۵۲۸، ابوداود:۲۱۶۳، الترمذی: ۲۹۷۸، ابن ماجة: ۱۹۲۵، الدارمی: ۲۲۱۴، ابن حبان: ۴۱۶۶، البیهقی: ۷/۱۹۴، ۱۹۵، ابن ابی شیبة: ۴/۲۲۹

**۱۰۲۱:** حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ یہود کہتے تھے کہ مرد جب اپنی بیوی کی پچھلی جانب سے اس کی قبل میں جماع کرتا ہے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، ﴿ تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں، اپنی کھیتیوں کو جس جانب سے چاہو آؤ ( آیت کے اختتام تک ) ﴾ ( بخاری ومسلم ) مذکورہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

**تشریح:** اس مفہوم کی احادیث حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی منقول ہیں۔

**فقہی احکام:** (۱) بیوی سے مباشرت فقط قبل ہی میں کرنے کی اجازت ہے، البتہ طریقہ کوئی سا بھی اختیار کیا جاسکتا ہے۔ (۲) اولاد کے بھینگا ہونے میں طریقہ جماع کا کوئی دخل نہیں۔

**۱۰۲۲:** **وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم " لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ قَالَ، بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَإِنَّهُ إِنْ يُقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِي ذَلِكَ ,لَمْ يَضُرَّهُ الشَّيْطَانُ أَبَدًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.**

البخاری، کتاب الوضوء، باب التسمية على كل حال و عند الوقاع: ۱۴۱، کتاب بدء الخلق، باب صفة ابلیس و جنوده: ۳۲۷۱، ۳۲۸۳، کتاب النکاح، باب مایقول الرجل اذا اتی اهله: ۵۱۶۵، مسلم: ۱۴۳۴، ابوداود: ۲۱۶۱، الترمذی: ۱۱۰۴، ابن ماجة: ۱۹۱۹، الدارمی: ۲۲۱۲، ابن حبان: ۹۸۳، ابن ابی شیبة: ۳۹۴/۱۰، احمد: ۲۱۷/۱، النسائی فی عمل الیوم و اللیلة: ۲۶۲

**۱۰۲۲:** حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " کاش! جب آپ میں سے کوئی ایک اپنی بیوی سے جماع کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھ لے " آغاز اللہ کے نام سے، اے اللہ! ہمیں شیطان سے دور رکھ، اور شیطان کو ہماری اس اولاد سے بھی دور رکھ جو تو ہمیں عطا فرمائے گا، سو اگر اس صحبت سے اولاد نصیب ہوگئی تو شیطان اسے کبھی بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔" ( بخاری ومسلم )

**لغوی تحقیق:** کلمة لو: یہاں تمنا کے لئے ہے، جب 'لو' تمنا کیلئے ہوتا ہے تو پھر اہل نحاۃ کے نزدیک وہ جواب کا محتاج نہیں ہوتا۔

جنبنا: ہمیں دور کھ۔

**تشریح:** رحمت عالم ﷺ نے اس حدیث پاک میں جماع کے آداب سے آگاہ فرمایا ہے، یعنی جماع کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے اس کے نام کے وسیلہ سے استعانت طلب کرے، پھر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرے کہ وہ اسے اور اس کی اولاد کو شیطان کے شر سے محفوظ رکھے، انسان کی سب سے بڑی کامیابی شیطان کے شر سے محفوظ رہنا ہے، اور شیطان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور استعانت ہی سے محفوظ رہ سکتا ہے، کیونکہ شیطان ایک ایسی مصیبت کا نام ہے جو انسان سے کسی حال میں بھی الگ نہیں ہوتی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے مروی ایک طریق میں ؛لو ان؛ کی بجائے ؛اما ان؛ کے الفاظ ہیں۔

**فقہی احکام:** جماع کرتے وقت مذکورہ دعا پڑھنا مسنون ہے۔

**١٠٢٣:وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ " إِذَا دَعَـا اَلرَّجُلُ اِمْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ أَنْ تَجِيءَ فَبَاتَ غضْبَانَ ,لَعَنَتْهَا اَلْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ"مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ وَلِمُسْلِمٍ"كَانَ اَلَّذِي فِي اَلسَّمَاءِ سَاخِطًا عَلَيْهَا حَتَّى يَرْضَى عَنْهَا"**

البخاری، کتاب النکاح، باب اذا باتت المرأة مهاجرة فراش زوجها: ٥١٩٣، مسلم: ١٤٣٦، ابوداود: ٢١٤١، احمد: ٢ /٤٣٩، الدارمی: ٢٢٢٨، ابن حبان: ٤١٦٢، ٤١٦٤، ٤١٦٥، الطبرانی: ٨٢٤٠، الترمذی: ١١٧٥، النسائی فی الکبری کما فی التحفة: ٢٥٤/٤، البیهقی: ٢٩٤/٧، الطیالسی: ١٠٩٧، الدارقطنی : ٢٣٧/٣، الحاکم: ١٨٧/٢، ابن ابی شیبة: ٣٠٣/٤، البزار: ١٤٦٦

١٠٢٣: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ آنے سے انکار کر دے، اور خاوند اس سے ساری رات ناراض رہے تو فرشتے اس عورت پر صبح تک لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔" (بخاری ومسلم) مذکورہ الفاظ بخاری کے ہیں اور مسلم میں ہے کہ "آسمان والا اس عورت پر اس وقت تک ناراض رہتا ہے جب تک اس کا شوہر اس پر راضی نہیں ہو جاتا۔"

**لغوی تحقیق:** فراشہ: فاء مکسور اور راء مفتوح، بستر پر بلانا، یہ جماع کرنے سے کنایہ ہے۔

**تشریح:** اس حدیث مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مرد کے حقوق بیان فرمائے ہیں۔ یعنی مرد اگر اپنی بیوی کو معروف کام کی دعوت دیتا ہے، تو اس کی تعمیل عورت پر لازم ہے، خصوصاً خاوند جب جنسی تسکین کیلئے بیوی کو بلائے اور بیوی کے پاس انکار کرنے کا کوئی شرعی جواز نہ ہو تو بیوی پر شوہر کے حکم کی تعمیل لازم ہے۔

اسی مفہوم کی ایک روایت حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "جب شوہر اپنی بیوی کو اپنی جنسی تسکین کیلئے بلائے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کے حکم کی تعمیل کرے، اگرچہ وہ اس وقت تنور پر ہی کیوں نہ ہو۔" اس کی مؤید روایت حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اور اس میں مزید یہ الفاظ بھی ہیں کہ " کوئی بھی عورت اس وقت تک اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کر سکتی جب تک وہ اپنے شوہر کا حق ادا نہیں کرتی۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا" کسی انسان کے لیے یہ لائق نہیں کہ وہ کسی دوسرے کو سجدہ کرے، اور اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کیلئے سجدہ جائز ہوتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔" حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ ایک عورت نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ شوہر کا اپنی بیوی پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "شوہر کا اس کی بیوی پر اس قدر حق ہے کہ بیوی اگر اپنے شوہر کے زخم بھی چاٹ لے تو بھی وہ اپنے شوہر کا حق ادا نہیں کر سکتی۔"

**فقہی احکام:** (ا) بیوی پر لازم ہے کہ وہ معروف کاموں میں شوہر کی اطاعت وفرمانبرداری کرے، خصوصاً جب وہ اسے جنسی تسکین کیلئے بلائے تو

وہ بلا عذر شرعی انکار یا تاخیر نہ کرے۔(۲) شوہر کا حق بیوی کے حق پر غالب ہے۔

**۱۰۲۴: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ ,وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.**

**البخاری، کتاب اللباس، باب المستوشمۃ: ۵۹۴۷، مسلم: ۲۱۲۴، ابوداود: ۴۱۶۸، الترمذی: ۱۸۳۰ ، ۲۹۴۵، النسائی: ۱۴۵/۸ ، ابن ماجۃ: ۱۹۸۷ ، احمد؛ ۲۱/۲ ، ابن ابی شیبۃ: ۴۸۷/۸، ابن حبان: ۵۵۱۳ ، ۵۵۱۶، المعجم الاوسط: ۸۶۸۸**

۱۰۲۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایسی عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مصنوعی بال لگاتی ہے یا لگواتی ہے، جسم پر گود کر نشانات لگاتی ہے یا لگواتی ہے۔"(بخاری ومسلم)

**لغوی تحقیق:** **واصلة:** اصل بالوں کے ساتھ اور بالوں کی پیوند کاری کرنے والی۔ **المستوصلة:** اصل بالوں کے ساتھ اور بالوں کی پیوند کاری کروانے والی۔ **الواشمة:** یہ وشم سے ماخوذ ہے، اس کے معنی جسم پر سوئی سے سوراخ کر کے ان سوراخوں میں سرمہ بھرنے کے ہیں۔ اور جو عورت یہ کام کرتی ہے، اسے واشمہ، اور جو ایسا کرواتی ہے اسے ؛مستوشمة؛ کہتے ہیں۔

**تشریح:** حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی روایت میں ایسی خواتین پر اللہ کے رسول ﷺ کی لعنت کا ذکر ہے، جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت میں ہے کہ ایک لڑکی کے بال بیماری کی وجہ سے گر گئے، اس کے گھر والوں نے اس کے مصنوعی بال لگانے کا ارادہ کیا، اس کا تذکرہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:"بالوں کی پیوند کاری کرنے اور کروانے والیوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔"اسی مفہوم کی روایات حضرت جابر اور حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہیں۔

**فقہی احکام:** اگر کسی عورت کے بال بیماری کی وجہ سے چھوٹے ہو جائیں یا گر جائیں تب بھی اسے مصنوعی بال لگوانے کی اجازت نہیں۔

**۱۰۲۵: وَعَنْ جُذَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ حَضَرْتُ رَسُولَ اَللَّهِ ﷺ فِي أُنَاسٍ ,وَهُوَ يَقُولُ "لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَنْهَى عَنِ الْغِيلَةِ ,فَنَظَرْتُ فِي اَلرُّومِ وَفَارِسَ ,فَإِذَا هُمْ يُغِيلُونَ أَوْلَادَهُمْ فَلَا يَضُرُّ ذَلِكَ أَوْلَادَهُمْ شَيْئًا "ثُمَّ سَأَلُوهُ عَنِ الْعَزْلِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ "ذَلِكَ اَلْوَأْدُ اَلْخَفِيُّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.**

**مسلم، کتاب النکاح، باب فی جواز الغیلۃ و ھی وطئ المرضع و کراھۃ العزل: ۱۴۴۲، ابوداود: ۳۸۸۲، الترمذی: ۲۱۷۴، النسائی: ۱۰۶/۶ ، ابن ماجۃ: ۲۰۱۱ ، احمد: ۳۶۱/۶، المؤطا: ۶۰۷/۲، الدارمی: ۲۲۱۷، ابن حبان: ۴۱۹۱ - ۴۱۹۵، الطبرانی: ۵۳۴/۲۴، البیہقی: ۴۶۵/۷**

تنبیہ: بلوغ المرام کے مطبوعہ نسخوں میں ؛جذامہ؛ جبکہ صحیح مسلم میں ؛جدامہ؛ ہے، امام دارقطنی نے مؤخر الذکر کو درست قرار دیا ہے۔

۱۰۲۵: حضرت جذامہ بنت وہب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس وقت آپ ﷺ چند لوگوں کے درمیان تشریف فرما تھے، اور آپ ﷺ فرما رہے تھے" میں نے شیر خوارگی کے ایام میں جماع کرنے سے منع کرنے کا ارادہ کر لیا تھا، لیکن میں نے ایرانیوں اور رومیوں کے بارے میں غور کیا تو وہ لوگ بھی ایام شیر خوارگی میں اپنی بیویوں سے جماع کرتے ہیں، اور ان کا یہ عمل ان کی اولاد کیلئے مضر نہیں۔" پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ نے عزل کے بارے میں سوال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"یہ زندہ درگور کرنے کا خفیہ طریقہ ہے۔"(مسلم)

**لغوی تحقیق:** **هممت:** یہ هم سے ماخوذ ہے، اس سے مراد ایسا ارادہ ہے جسے عملی جامہ نہ پہنایا گیا ہو۔ **الغيلة:** غین مکسور اور یاء ساکن، حاملہ یا مرضعہ سے جماع کرنا۔ **فارس:** یہ لوگ **ساسان بن بهمن** کی اولاد میں سے ہیں، یہ ساتویں صدی قبل المسیح ایران میں آ کر آباد ہوئے تھے۔

**العزل**: حمل سے بچاؤ کی ایک احتیاطی تدبیر، جس میں مادہ تولید عورت کے رحم میں ڈالنے کی بجائے باہر گرا دیا جاتا ہے۔ **الواد الخفی**: واؤ مفتوح اور ہمزہ ساکن، زندہ دفن کرنے کی ایک ادنیٰ شکل۔

**تشریح**: قبل از اسلام اہل عرب کے ہاں یہ بات معروف تھی کہ اگر ایام حمل یا ایام شیر خواری میں عورت سے جماع کیا جائے تو اس دورانیہ میں دودھ پینے والے بچے کے اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ ایک اچھا شاہسوار نہیں بن سکتا، اہل عرب کا یہ عقیدہ فرسودہ تھا، کیونکہ رومی اور ایرانی ایسا کرتے تھے لیکن ان کے بچوں کے اس وجہ سے اعصاب کمزور نہیں تھے۔ اس حدیث میں عزل کرنے کے عمل کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے، لیکن آپ ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا، جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ سے غزوہ بنی مصطلق میں لونڈی سے عزل کرنے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم ایسا نہ کرنا، یاد رکھیں ایسا نہ کرنا لازم تو نہیں مگر! اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کرنا ہے وہ پیدا کرے گا۔" حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ میں اپنی لونڈی سے عزل کرتا تھا، اس کے باوجود وہ حاملہ ہو گئی تھی۔

**فقہی احکام**: (۱) غیر مسلموں کے تجربات و مشاہدات سے بھی مدد لی جا سکتی ہے۔ (۲) ایام حمل و شیر خواری میں جماع کرنا درست ہے۔ (۳) زچہ بچہ کی صحت کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ (۴) عزل کیا جا سکتا ہے، تاہم نا کرنا بہتر ہے۔ (۵) آزاد عورت سے اس کی اجازت کے بغیر عزل کرنا درست نہیں۔

**۱۰۲۶**: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ اَلْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلاً قَالَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ! إِنَّ لِي جَارِيَةً ,وَأَنَا أَعْزِلُ عَنْهَا ,وَأَنَا أَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ ,وَأَنَا أُرِيدُ مَا يُرِيدُ اَلرِّجَالُ ,وَإِنَّ اَلْيَهُودَ تُحَدِّثُ أَنَّ اَلْعَزْلَ الْمَوْؤُدَةُ اَلصُّغْرَى قَالَ " كَذَبَتْ يَهُودُ ,لَوْ أَرَادَ اَللَّهُ أَنْ يَخْلُقَهُ مَا اِسْتَطَعْتَ أَنْ تَصْرِفَهُ " رَوَاهُ أَحْمَدُ ,وَأَبُو دَاوُدَ وَاللَّفْظُ لَهُ ,وَالنَّسَائِيُّ ,وَالطَّحَاوِيُّ ,وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ.

ابوداود، كتاب النكاح، باب ماجاء في العزل: ۲۱۷۱، النسائي في الكبرى: ۹۰۷۹، احمد: ۳۳/۳، الطحاوي: ۳۵/۳، البيهقي: ۲۳۰/۷، ابن حبان: ۴۱۹۴

**۱۰۲۶**: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! میری ایک لونڈی ہے، میں اس سے اس لیے عزل کرتا ہوں کہ میں اس کے حاملہ ہونے کو ناپسند کرتا ہوں، اور میری چاہت وہی ہے جو مردوں کی چاہت ہوتی ہے، جبکہ یہود کہتے ہیں کہ عزل زندہ دفن کرنے کی ایک ادنیٰ صورت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "یہودی جھوٹ بولتے ہیں (کیونکہ) اگر اللہ تعالیٰ کچھ تخلیق کرنا چاہے تو تم اسے پھیرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔" (اسے احمد اور ابوداؤد نے بیان کیا ہے، اور مذکورہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں، اسے نسائی اور طحاوی نے بیان کیا ہے، اس کے راوی ثقہ ہیں۔)

**لغوی تحقیق**: **الجارية**: لونڈی۔ **اعزل**: یہ **عزل** سے مشتق ہے، اس کے لفظی معنی دور کرنے اور الگ کرنے کے ہیں، یہاں اس سے مراد ہے، مرد کا آلہ تناسل کو عورت کی شرمگاہ سے باہر نکال لینا تا کہ مادہ تولید باہر خارج ہو سکے۔ **المؤودة**: اصل میں اس سے مراد وہ لڑکی ہے جسے زندہ دفن کر دیا گیا، یہاں اس سے مراد مادہ تولید کو بشری شکل و صورت اختیار کرنے سے قبل ضائع کر دینا ہے۔

**تشریح**: اس حدیث سے یہ واضح ہوا کہ عزل حمل روکنے کی ایک احتیاطی تدبیر ہے، قطعی منصوبہ بندی نہیں، اس حقیقت کی تائید حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بیان سے بھی ہوتی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک لونڈی تھی، میں اس سے عزل کیا کرتا تھا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو کچھ لکھ دیا گیا ہے وہ ہو کر ہی رہے گا۔" حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ لونڈی اسی دوران حاملہ ہو گئی اور میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر

ہوکر عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! وہ لونڈی حاملہ ہوگئی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:"جس روح کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے وہ پیدا ہوکر ہی رہے گا۔"

ابراہیم نخعی اور بعض دیگر علما کا کہنا ہے کہ وہ نطفہ جس سے اللہ تعالیٰ نے کوئی بچہ پیدا کرنا ہے، اس نطفہ کو اگر پتھر پر بھی ڈال دیا جائے تو وہاں سے بھی بچہ پیدا ہوجائے گا۔ یہود چونکہ اس احتیاطی تدبیر کو حقیقی منصوبہ بندی خیال کرتے تھے اس لئے وہ اسے ادنیٰ درجہ کا زندہ درگور کرنا کہتے تھے ،ان کا یہ بیان حقیقت سے متصادم تھا اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ان کی تکذیب فرمائی۔

عصر حاضر میں خاندانی منصوبہ بندی کیلئے ڈاکٹر حضرات جو تولیدی رگ کاٹ دیتے ہیں وہ شرعاً درست نہیں، کیونکہ عزل ایک احتیاطی تدبیر ہے جبکہ رگ کاٹنا تخلیق انسانی کو روکنے کا قطعی بندوبست ہے۔ نیز عزل کرنے سے لذت میں کمی واقع ہوتی ہے، جس کی وجہ سے آدمی کبھی اسے ترک بھی کردیتا ہے جبکہ رگ کاٹنے سے لذت میں کمی واقع نہیں ہوتی۔

**فقہی احکام:** (۱) بوقت ضرورت عزل کیا جاسکتا ہے۔(۲) آزاد عورت سے بلا اجازت عزل کرنا درست نہیں۔
(۳) تولیدی رگ کاٹنا درست نہیں۔

**۱۰۲۷: وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ ,وَلَوْ كَانَ شَيْءٌ يُنْهَى عَنْهُ لَنَهَانَا عَنْهُ الْقُرْآنُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلِمُسْلِمٍ ، فَبَلَغَ ذَلِكَ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ يَنْهَنَا عَنْهُ.**

**مسلم، کتاب النکاح، باب حکم العزل : ۱۴۴۰، البخاری: ۵۲۰۷ ، ۵۲۰۸، ابوداود: ۲۱۷۳، الترمذی: ۱۱۵۳، عبدالرزاق: ۱۲۵۶۶، الحمیدی: ۱۲۵۷، احمد: ۳/۳۷۷، ابو یعلی: ۲۱۹۳، الطحاوی: ۳۵/۲، البیہقی: ۲۲۸/۷**

۱۰۲۷: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں عزل کیا کرتے تھے اور اس وقت قرآن بھی نازل ہورہا تھا، اگر یہ چیز قابل ممانعت ہوتی تو قرآن ہمیں اس سے ضرور منع کردیتا۔(بخاری ومسلم) مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کو بھی یہ خبر پہنچ گئی تھی، اور آپ ﷺ نے ہمیں اس سے منع نہیں فرمایا۔

**۱۰۲۸: وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ. أَخْرَجَاهُ ,وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ.**

**البخاری، کتاب الغسل، باب الجنب یخرج و یمشی فی السوق: ۲۸۴، مسلم: ۳۰۹، ابوداود: ۲۱۸، الترمذی: ۱۴۰، النسائی: ۱/۱۴۳، ابن ماجۃ: ۵۸۸ ، ۵۸۹، احمد: ۳/۹۹، ابن حبان: ۱۲۰۷ ، ۱۲۱۲، المعجم الاوسط: ۴۸۷ ، ۱۱۰۹ ، ۴۸۰۲**

۱۰۲۸: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ تمام بیویوں کے پاس جانے کے بعد ایک ہی غسل فرمالیا کرتے تھے۔(اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے اور مذکورہ الفاظ مسلم کے ہیں)

**لغوی تحقیق:** **کان یطوف**: یہ جماع کرنے سے کنایہ ہے۔

**تشریح:** اس حدیث سے یہ واضح ہوا کہ مرد ایک رات میں اپنی تمام بیویوں سے جماع کرسکتا ہے اور ایک بیوی سے متعدد بار جماع بھی کرسکتا ہے۔ایسی صورت میں اسے ایک دفعہ جماع کرنے کے بعد شرمگاہ کو دھونا اور وضو بنانا لازم ہے، جیسا کہ حضرت ابوسعید اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے مروی احادیث میں ہے۔البتہ ہر جماع کے بعد غسل لازم نہیں، ایسی صورت میں آخر میں ایک دفعہ غسل کرلینا بھی کافی ہے۔ یہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے متعدد طرق سے مروی ہے۔ایک طریق میں ہے کہ اس وقت آپ ﷺ کے نکاح میں گیارہ بیویاں تھیں اور ایک میں ہے کہ نو تھیں، یعنی ایسا آپ ﷺ نے متعدد بار کیا۔

## ۴۔ بَابُ الصَّدَاقِ — حق مہر کا بیان

**۱۰۲۹: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ,عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ ,وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.**

البخاری، کتاب النکاح، باب من جعل عتق الامۃ صداقها: ۵۰۸۶، مسلم: ۱۳۶۵/۸۵، ابوداود: ۲۰۵۴، الترمذی: ۱۱۲۸، النسائی: ۶/۱۱۴، ابن ماجۃ: ۱۹۵۷، احمد: ۱۸۱/۳، الدارمی: ۲۲۴۲، ۲۲۴۳، البیهقی: ۱۲۸/۷، ابن حبان: ۴۰۹۱، الطیالسی: ۱۹۹۱، عبدالرزاق: ۱۳۱۰۷، الطبرانی: ۱۷۸/۲۴، الدارقطنی: ۲۸۶/۳

**۱۰۲۹:** حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کردیا اور اس کی آزادی ہی کو اس کا حق مہر قرار دے دیا۔ (بخاری و مسلم)

**لغوی تحقیق:** صـــداق: صاد کو مکسور اور مفتوح ہر دو طرح سے پڑھنا درست ہے۔ یہ صدق سے ماخوذ ہے، اس کے لغوی معنی سچائی کے ہیں، یعنی مرد اس کے ذریعہ اپنی سچی محبت کا اظہار کرتا ہے۔ شرعی اصطلاح میں اس سے مراد وہ چیز ہے جو شوہر اپنی بیوی کو نکاح کے وقت یا اس کے بعد بایں سبب دیتا ہے کہ اس نے اس کی شرم گاہ کو اپنے لیے حلال کیا ہے۔

**تشریح:** حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حیی بن اخطب یہودی کی بیٹی تھی، حیی بن اخطب یہود کے معروف قبیلے بنو نضیر کا سردار تھا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر کا نام کنانہ بن ابی الحقیق تھا، وہ غزوہ خیبر میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ غزوہ خیبر کے بعد حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ان خواتین میں شامل تھیں جنہیں لونڈیاں بنالیا گیا تھا، جب ان قیدیوں کو تقسیم کیا گیا تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں، بعد میں آپ ﷺ نے حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کو ان کے بدلے میں ایک اور خاتون دے کر ان سے اسے لے لیا، آپ ﷺ نے دحیہ کلبی سے لینے کے بعد انہیں اپنے حرم میں داخل کرلیا اور ان کی آزادی کو ان کا حق مہر قرار دیدیا۔

**فقہی احکام:** لونڈی کی آزادی کو اس کا حق مہر قرار دیا جا سکتا ہے۔

**۱۰۳۰: وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَمْ كَانَ صَدَاقُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ كَانَ صَدَاقُهُ لِأَزْوَاجِهِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً وَنَشًّا قَالَتْ أَتَدْرِي مَا النَّشُّ؟ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَتْ نِصْفُ أُوقِيَّةٍ فَتِلْكَ خَمْسُمِائَةِ دِرْهَمٍ ,فَهَذَا صَدَاقُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِأَزْوَاجِهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.**

مسلم، کتاب النکاح، باب الصداق و جواز کونہ تعلیم قرآن ......: ۱۴۲۶، ابوداود: ۲۱۰۵، النسائی: ۶/۱۱۶، ابن ماجۃ: ۱۸۸۶، احمد: ۹۴/۶، المعجم الاوسط للطبرانی: ۷۵۵۹

**۱۰۳۰:** حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حق مہر کتنا مقرر فرمایا تھا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ ﷺ کی بیویوں کا حق مہر بارہ اوقیہ اور ایک نش تھا، پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کو معلوم ہے کہ نش کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا نہیں۔ انہوں نے فرمایا نصف اوقیہ، واضح رہے کہ ساڑھے دس اوقیہ کی مالیت پانچ صد درہم ہوئی، رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کا اتنا اتنا حق مہر تھا۔ (مسلم)

**تشریح:** آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں خواتین کا حق مہر عموماً دس اوقیہ کے قریب قریب ہی ہوتا تھا جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ ہم عہد طیبہ میں دس اوقیہ حق مہر مقرر کیا کرتے تھے۔ انہیں سے مروی ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک آدمی

سے پوچھا کہ تم نے کتنا حق مہر مقرر کیا ہے، اس نے عرض کیا چار اوقیہ۔

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ ﷺ نے اس مقدار کو لازم قرار دیا تھا، کیونکہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں اس سے کم وبیش بھی حق مہر مقرر کرنا ثابت ہے، جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک انصاریہ عورت سے شادی کی تھی، آپ ﷺ کو جب اس شادی کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے پوچھا "تم نے حق مہر کتنا مقرر کیا ہے؟" انہوں نے عرض کیا، کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا۔ ایک اسلمی صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان سے رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کہ "تم نے کتنا حق مہر مقرر کیا ہے؟" انہوں نے عرض کیا پانچ اوقیہ۔

**فقہی احکام:** حق مہر مقرر کرنا لازم ہے، لیکن اس کی کوئی حد مقرر نہیں، شوہر اپنی طاقت کے مطابق کم وبیش مقرر کر سکتا ہے۔

**١٠٣١: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ عَلِيٌّ فَاطِمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَ لَهُ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ " أَعْطِهَا شَيْئًا " قَالَ مَا عِنْدِي شَيْءٌ قَالَ " فَأَيْنَ دِرْعُكَ الْحُطَمِيَّةُ؟" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ,وَالنَّسَائِيُّ ,وَصَحَّحَهُ اَلْحَاكِمُ.**

**ابوداود، کتاب النکاح، باب فی الرجل یدخل با مراته قبل ان ینقد ھا: ٢١٢٥، ٢١٢٦، النسائی: ١٣٠/٦، ابن حبان: ٦٩٤٥، ابویعلی: ٢٤٣٩، الطبرانی: ١٢٠٠٠، احمد: ٨٠/١، ابن سعد: ٢٠/٨**

تنبیہ: راقم کو یہ روایت مستدرک حاکم سے نہیں ملی۔

١٠٣١: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسے کچھ دو۔" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، میرے پاس تو کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہاری حطمی درع کہاں ہے؟" (اسے ابوداؤد اور نسائی نے بیان کیا ہے اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔)

**لغوی تحقیق:** الدرع: دال مکسور اور راء ساکن، لوہے کی قمیص، اس قمیص کو جنگ میں زیب تن کیا جاتا تھا۔

**تشریح:** حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں، ان کی شادی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہجرت کے دوسرے سال ہوئی

**فقہی احکام:** (١) سسر اپنے داماد سے حق مہر مقرر کرنے کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ (٢) حق مہر کے مقرر کرنے میں شدت اختیار نہیں کرنی چاہیے۔ (٣) حق مہر سامان کی شکل میں بھی مقرر کیا جا سکتا ہے۔ (٤) حق مہر کی ادائیگی معجّل اور مؤجل ہر دونوں طرح درست ہے۔

**١٠٣٢: وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ,عَنْ أَبِيهِ ,عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ " أَيُّمَا اِمْرَأَةٍ نُكِحَتْ عَلَى صَدَاقٍ ,أَوْ حِبَاءٍ, أَوْ عِدَةٍ ,قَبْلَ عِصْمَةِ اَلنِّكَاحِ ,فَهُوَ لَهَا ,وَمَا كَانَ بَعْدَ عِصْمَةِ اَلنِّكَاحِ ,فَهُوَ لِمَنْ أُعْطِيَهُ ,وَأَحَقُّ مَا أُكْرِمَ اَلرَّجُلُ عَلَيْهِ اِبْنَتُهُ , أَوْ أُخْتُهُ " رَوَاهُ أَحْمَدُ ,وَالْأَرْبَعَةُ إِلَّا اَلتِّرْمِذِيَّ.**

**ابوداود، کتاب النکاح، باب فی الرجل یدخل بامراته قبل ان ینقد ھا: ٢١٢٩، النسائی: ١٢٠/٦، ابن ماجة: ١٩٥٥، احمد: ١٨٢/٢**

١٠٣٢: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس عورت کو مہر یا عطیہ یا وعدہ قبل از نکاح دیا جائے وہ اس عورت کا حق ہے اور جو کچھ نکاح کے بعد دیا جائے وہ اسی شخص کا حق ہے جسے وہ دیا گیا ہو، وہ چیز جس کی وجہ سے آدمی عزت وتکریم کا زیادہ حقدار ہے وہ اس کی بیٹی یا بہن ہے۔" (اسے احمد اور چاروں میں سے ترمذی نے روایت نہیں کیا۔)

**لغوی تحقیق:** ایما: یہ اصل میں؛ ای امرأة؛ تھا، مضاف الیہ یعنی امرأة حذف کر دیا گیا اور آخر میں؛ ما ؛ زائد لگا دی گئی اور یہ متضمن بمعنی شرط ہے۔ حباء: حاء مکسور اور بامدود ہے، وہ چیز جو عورت کو حق مہر کے علاوہ دی جائے۔ عدة: عین مکسور اور دال مفتوح، شوہر اپنی بیوی سے وعدہ کرتا

ہے کہ وہ اسے فلاں چیز دے گا۔ **عصمة**: عین مکسور اور صاد ساکن یعنی عقد۔

**تشریح:** ایجاب وقبول سے قبل شوہر یا اس کے سرپرست لڑکی کو مہر یا کوئی اور تحفہ دیتے ہیں یا تحفہ دینے کا وعدہ کرتے ہیں، یا پھر لڑکی کے کسی سرپرست کو کوئی تحفہ دیتے ہیں یا دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔ ان تمام صورتوں میں ان چیزوں پر لڑکی کا حق ہے، الا یہ کہ وہ اپنی مرضی سے کسی کو کچھ دیدے۔ اگر کوئی تحفہ دینے کا وعدہ ایجاب وقبول کے بعد لڑکی کے سرپرستوں میں سے کسی ایک سے کیا جائے وہ اسی کا ہے جسے دیا گیا ہے، اس پر لڑکی کا حق نہیں۔

**فقہی احکام:** (۱) مہر خالصتاً لڑکی کا حق ہے خواہ وہ ایجاب وقبول سے قبل دیا جائے یا بعد میں۔ (۲) ایجاب وقبول سے پہلے لڑکی یا اس کے کسی سرپرست کو جو تحفہ وغیرہ دیا جائے یا دینے کا وعدہ کیا جائے وہ بھی لڑکی کا حق ہے۔ (۳) جو تحفہ ایجاب وقبول کے بعد دیا جائے وہ اسی کا ہے جسے دیا جائے۔ (۴) لڑکی کے رشتہ داروں کو ایجاب وقبول کے بعد فوراً یا ایک آدھ دن بعد تحفہ دینا مستحب ہے۔ (۵) لڑکی کا والد از خود بھی اپنے لیے اپنے داماد یا اس کے سرپرست سے تحفہ طلب کرسکتا ہے۔

**۱۰۳۳:وَعَنْ عَلْقَمَةَ ,عَنِ ابْنِ مَسْعُود ﷛ أَنَّـهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ اِمْرَأَةً ,وَلَـمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقًا ,وَلَـمْ يَدْخُلْ بِهَا حَتَّى مَاتَ, فَقَالَ اِبْنُ مَسْعُودٍ لَهَا مِثْلُ صَدَاقِ نِسَائِهَا ,لا وَكْسَ ,وَلَا شَطَطَ ,وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ ,وَلَهَا الْمِيرَاثُ، فَقَامَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الْأَشْجَعِيُّ فَقَالَ قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ اِمْرَأَةٍ مِنَّا مِثْلَ مَا قَضَيْتَ ,فَفَرِحَ بِهَا ابْنُ مَسْعُودٍ ﷛. رَوَاهُ أَحْمَدُ ,وَالْأَرْبَعَةُ ,وَصَحَّحَهُ اَلتِّرْمِذِيُّ وَ حَسَّنَهُ جَمَاعَةٌ.**

ابو داود، کتاب النکاح، باب فیمن تزوج ولم یسم صداقا: ۲۱۱۴، الترمذی: ۱۱۶۰، النسائی: ۱۲۱/۶، ابن ماجة: ۱۸۹۱، احمد: ۴۸۰/۳، ابن حبان: ۴۰۹۸ ـ ۴۱۰۱، الحاکم: ۱۸۰/۲، ۱۸۱، البیهقی: ۲۴۵/۷، ابن ابی شیبة: ۳۰۰/۴، الطبرانی: ۵۴۵/۲۰، عبدالرزاق: ۱۰۸۹۹، التلخیص: ۱۹۲/۳

**۱۰۳۳:** حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷛ سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں دریافت کیا گیا جو حق مہر مقرر کیے بغیر نکاح کرلیتا ہے اور وہ اپنی بیوی سے خلوت صحیحہ کیے بغیر فوت ہوجاتا ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷛ نے فرمایا، ایسی خاتون کو اس قدر حق مہر دیا جائے گا جس قدر اس عورت کے خاندان کی دیگر عورتوں کیلئے مقرر کیا گیا ہو، اس میں نہ کمی کی جائے گی اور نہ اضافہ کیا جائے گا، اس عورت کو عدت گزارنا ہوگی اور اسے اپنے شوہر کی وراثت سے حصہ بھی ملے گا۔ حضرت معقل بن سنان ﷛ کھڑے ہوئے اور فرمایا، ہماری ایک خاتون بروع بنت واشق کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی فیصلہ صادر فرمایا تھا جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷛ نے اس پر خوشی کا اظہار فرمایا۔ (اسے چاروں نے بیان کیا ہے، ترمذی نے اسے صحیح اور محدثین کے ایک گروہ نے حسن قرار دیا ہے۔)

**لغوی تحقیق:** **لم یفرض**: علامت مضارع مفتوح اور راء مکسور، مقرر نہیں کیا۔ **لم یدخل بھا**: یہ جماع نہ کرنے سے کنایہ ہے، یعنی اس نے اپنی بیوی کے ساتھ جماع نہیں کیا۔ **لاو کس**: واؤ مفتوح اور کاف ساکن، اس عورت کے مہر میں کمی نہیں ہوگی۔ **لا شطط**: شین اور طاء مفتوح، ظلم نہیں ہوگا، یعنی حق مہر میں اضافہ کر کے مرنے والے پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ **بروع**: باء مکسور، راء ساکن اور واؤ مفتوح، اس خاتون کے شوہر کا نام ھلال بن مرہ تھا۔

**تشریح:** ابراہیم نخعی یہ روایت علقمہ اور اسود دونوں سے نقل کرتے ہیں۔ شعبی، مسروق اور علقمہ سے نقل کرتے ہیں اور قتادہ، ابوحسان اور خلاس بن عمرو سے روایت کرتے ہیں اور اس روایت میں مزید یہ الفاظ بھی ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷛ سے جب مذکورہ سوال ہوا تو انہوں

نے فرمایا، جب سے میں اللہ کے رسول ﷺ سے جدا ہوا ہوں اس وقت سے لے کر اب تک اتنا مشکل سوال مجھ سے کبھی نہیں کیا گیا، جاؤ! یہ مسئلہ کسی اور سے دریافت کرلو۔ وہ لوگ ایک ماہ تک مسلسل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فتوی دینے کا تقاضہ کرتے رہے، بالآخر ایک ماہ بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ فتوی میں اپنی رائے سے دے رہا ہوں، اگر میرا جواب درست ہوا تو اللہ کی توفیق سے ہوگا اور اگر غلط ہوا تو پھر میری طرف سے ہوگا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ اس سے بری ہوں گے۔ پھر انہوں نے مذکورہ فتوی صادر فرمایا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب یہ فتوی صادر فرمایا تو اس وقت بنو اشجع سے تعلق رکھنے والا ایک صحابی موجود تھا، بعض رواۃ نے اس کا نام معقل بن سنان اشجعی بتایا ہے اور بعض نے فلاں اشجعی کہا ہے۔ المختصر یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فتوی حدیث رسول ﷺ کے عین مطابق ہے۔ صحابہ کا نام مبہم ہونے کی وجہ سے حدیث کی صحت مشکوک نہیں ہوتی۔

**فقہی احکام:** (۱) حق مہر مقرر کرنے کے بغیر بھی نکاح درست ہے تاہم شوہر کے ذمہ مثل مہر لازم ہے۔ (۲) خلوت صحیحہ سے قبل اگر شوہر یا بیوی فوت ہو جائے تو دوسرے کو اس کی وراثت سے مقرر حصہ ملے گا۔ (۳) ایسی صورت میں بیوی چار ماہ دس دن اپنے شوہر کا سوگ منائے گی۔ (۴) حق مہر دیئے بغیر بھی خلوت صحیحہ کرنا جائز ہے۔

**۱۰۳۴: وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ رضي الله عنهما أَنَّ اَلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ " مَنْ أَعْطَى فِي صَدَاقِ اِمْرَأَةٍ سَوِيقًا ,أَوْ تَمْرًا ,فَقَدِ اسْتَحَلَّ " أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ ,وَأَشَارَ إِلَى تَرْجِيحِ وَقْفِهِ.**

ابوداود، كتاب النكاح، باب قلة المهر: ۲۱۱۰، البيهقي، كتاب الصداق، باب ما يجوز ان يكون مهرا: ۱۴۷۱۸ - ۱۴۷۲۱، التلخيص: ۱۹۰/۲

تنبیہ: التلخيص الحبير کے مطبوعہ نسخہ میں اس روایت کو مسلم بن رومان کی وجہ سے ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ ایسا کتابت کی غلطی کی وجہ سے ہے، کیونکہ یہ روایت مسلم بن رومان نقل نہیں کرتا، بلکہ اس کا بیٹا نقل کرتا ہے۔

۱۰۳۴: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ستو یا کھجور بطور حق مہر دیدے اس کیلئے بیوی کی شرم گاہ حلال ہوگئی۔" (اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے، اور اس روایت کے موقوف طریق کے راجح ہونے کا عندیہ دیا ہے)

**لغوی تحقیق:** سويقا: سین مفتوح اور واؤ مکسور، ستو۔

**تشریح:** ابوداؤد کے مطبوعہ نسخہ میں؛ **مل كفيه سويقاً**؛ کے الفاظ ہیں۔ بیہقی میں؛ **مل كف من طعام**؛ اور دوسری روایت میں؛ **مل كفيه برا اوتمرا او سويقا او دقيقا**؛ کے الفاظ ہیں۔ یہ تمام طرق ابوزبیر کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہیں۔ ابوزبیر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے جو روایت سماع کی صراحت کے ساتھ نقل کی ہے، اس کے الفاظ اس طرح ہیں؛ **كنا نستمتع بالقبضة من التمر ......**؛ یعنی مٹھی بھر کھجوروں کے عوض نکاح متعہ کرلیا کرتے تھے۔

**۱۰۳۵: وَعَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ ,عَنْ أَبِيهِ أَنَّ اَلنَّبِيَّ ﷺ أَجَازَ نِكَاحَ اِمْرَأَةٍ عَلَى نَعْلَيْنِ. أَخْرَجَهُ اَلتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ ,وَخُولِفَ فِي ذَلِكَ.**

الترمذي، ابواب النكاح، باب ماجاء في مهور النساء: ۱۱۲۵، ابن ماجة: ۱۸۸۸، احمد: ۴۴۵/۳، البيهقي: ۱۴۷۲۳، ۱۴۷۲۴

۱۰۳۵: حضرت عبداللہ بن عامر اپنے والد عامر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک جوڑے جوتے کے عوض ایک عورت کے نکاح کو قائم رکھنے کی اجازت فرمائی۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور اسے صحیح کہا ہے، لیکن اس روایت کی صحت اور عدم صحت میں اختلاف پایا جاتا ہے

**تشریح:** عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنوفزارہ کے ایک جوڑے نے ایک جوتوں کے جوڑے کے عوض نکاح کرلیا، آپ ﷺ نے اس عورت سے پوچھا، " کیا تو ایک جوتوں کے جوڑے کے عوض نکاح پر راضی ہے؟" اس نے عرض کیا، جی ہاں۔ آپ ﷺ نے اس نکاح کو برقرار رکھنے کی اجازت فرمادی۔ یہ روایت عاصم بن عبیداللہ بن عاصم کی وجہ سے مختلف فیہ ہے۔ امام ابن خزیمہ، امام ابن معین، امام ابن حبان اور امام ابوحاتم نے اس پر کلام کیا ہے، جبکہ امام ترمذی اور امام عجلی نے اس کی تعدیل کی ہے۔

**۱۰۳۶:وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہما قَالَ زَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلاً اِمْرَأَةً بِخَاتَمٍ مِنْ حَدِيدٍ . أَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ وَهُوَ طَرَفٌ مِنَ الْحَدِيثِ الطَّوِيلِ الْمُتَقَدِّمِ فِي أَوَائِلِ النِّكَاحِ.**

تنبیہ: (۱) اس حدیث کو تشریح اور تخریج حدیث نمبر ۹۷۵ کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔ (۲) اس حدیث میں یہ مذکور نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مرد کا نکاح لوہے کی ایک انگوٹھی کے عوض فرمایا تھا، بلکہ اس میں فقط اتنا مذکور ہے کہ اسے لوہے کی انگوٹھی لانے کا حکم دیا تھا، جب وہ نہ لا سکا تو آپ ﷺ نے اس کا نکاح قرآن کی چند سورتوں کی تعلیم کے عوض کردیا۔

۱۰۳۶: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کا نکاح ایک عورت سے لوہے کی ایک انگشتری کے عوض فرمادیا۔ (اسے حاکم نے روایت کیا ہے، یہ حدیث کتاب النکاح کے آغاز میں مفصل مذکور ہے، یہاں فقط اس کا ایک جز ذکر کیا گیا ہے۔)

**۱۰۳۷:وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ لَا يَكُونُ الْمَهْرُ أَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ. أَخْرَجَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ مَوْقُوفًا ,وَفِي سَنَدِهِ مَقَالٌ.**

الد ارقطني، ۳/۲۴۵، البيهقي، كتاب الصداق، باب ما يجوز ان يكون مهراً: ۱۴۷۳۵ ـ ۱۴۷۴۳

۱۰۳۷: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مہر دس درہم سے کم نہیں ہونا چاہیے۔ (اسے دارقطنی نے موقوف نقل کیا ہے اور اس کی سند میں کلام ہے۔)

**تشریح:** اس روایت کا مرکزی راوی داؤد بن یزید الاودی ہے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ غیاث بن ابراہیم، داؤد بن یزید کو ان الفاظ کی تلقین کرتا رہا یہاں تک کہ یہ روایت بن گئی۔ امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ غیاث بن ابراہیم کذاب تھا۔ اس روایت کی ایک مؤید مرفوع روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے، وہ روایت حجاج بن ارطاۃ کے ضعیف، اور اس کے شاگرد مبشر بن عبید کے متروک الحدیث ہونے کی وجہ سے موضوع یا اس کے قریب تر ہے۔ گویا مذکورہ دونوں روایات من گھڑت ہیں یا پھر سخت مجروح ہیں، ظاہر ہے کہ ایسی روایت اگر ہزار بھی ہوں تب بھی وہ ایک دوسری کیلئے تقویت کا باعث نہیں۔ نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کے خلاف منقول ہے۔

**۱۰۳۸:وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ " خَيْرُ الصَّدَاقِ أَيْسَرُهُ " أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ ,وَصَحَّحَهُ الْحَاكِمُ.**

ابو داود، كتاب النكاح، باب فيمن تزوج ولم يسم صداقاحتى مات: ۲۱۱۷، الحاكم: ۲/۱۸۱، ۱۸۲، البيهقي: ۷/۲۳۲، ابن حبان: ۴۰۷۲، ۴۰۹۵، احمد: ۴/۷۷، الحلية: ۳/۱۶۳

۱۰۳۸: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بہترین حق مہر وہ ہے جس کی ادائیگی آسان ہو۔" (اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔)

**فقہی احکام:** (۱) حق مہر اس قدر مقرر کیا جائے جس قدر آسانی سے ادا کیا جاسکے۔ (۲) حق مہر نکاح کے بنیادی ارکان میں شامل نہیں اور یہ حلت فرج (شرمگاہ) کا حقیقی عوض بھی نہیں، اس لئے یہ بعد میں بھی دیا جاسکتا ہے۔

**۱۰۳۹:وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ عَمْرَةَ بِنْتَ الْجَوْنِ تَعَوَّذَتْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حِينَ أُدْخِلَتْ عَلَيْهِ تَعْنِي لَمَّا تَزَوَّجَهَا فَقَالَ " لَقَدْ عُذْتِ بِمَعَاذٍ " فَطَلَّقَهَا ,وَأَمَرَ أُسَامَةَ فَمَتَّعَهَا بِثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ . أَخْرَجَهُ اِبْنُ مَاجَةَ ,وَفِي إِسْنَادِهِ رَاوٍ مَتْرُوكٌ.**

ابن ماجة، ابواب الطلاق، باب مايقع به الطلاق: ۲۰۳۷

۱۰۳۹: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ عمرۃ بنت جون نے رسول اللہ ﷺ سے اس وقت پناہ طلب کی جب وہ رسول اللہ ﷺ کو خلوت میں پیش کی گئی، یعنی جب آپ ﷺ نے اس سے نکاح کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "تو نے پناہ دینے والے سے پناہ کا مطالبہ کیا ہے۔" آپ ﷺ نے اسے طلاق دے دی، اور اسامہ سے فرمایا: "اسے تین کپڑے عطا کردو۔" (اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے، اس کی سند میں ایک روای متروک ہے۔)

**لغوی تحقیق:** **بمعاذ**: پناہ دینے والا یعنی اللہ تعالیٰ۔

**تشریح:** یہ روایت عبید بن قاسم کے متروک ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

**۱۰۴۰: وَأَصْلُ اَلْقِصَّةِ فِي اَلصَّحِيحِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي أُسَيْدٍ اَلسَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ.**

**صحیح بخاری، کتاب الطلاق، باب من طلق و هل يواجه الرجل امرأته بالطلاق: ۵۲۵۴ ـ ۵۲۵۷، احمد: ۳/۴۹۸، ابن الجارود: ۷۵۸، المعجم الاوسط: ۳۳۵۳ ، ۷۷۳۸**

۱۰۴۰: درست واقعہ امام بخاری نے حضرت ابوسعید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

**تشریح:** امام بخاری اس عورت کے بارے میں تین روایات لائے ہیں۔(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت میں اس عورت کی کنیت **ابنة الجون** مذکور ہے، حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں اس کا تذکرہ نسبتی نام یعنی الجونیہ سے مذکور ہے۔ حضرت سہل اور حضرت ابواسید رضی اللہ عنہما سے مروی روایت میں امیمہ بنت شراحیل مذکور ہے۔ مؤلف رحمہ اللہ **فتح الباری** میں فرماتے ہیں کہ اس عورت کا صحیح نام امیمۃ بنت نعمان بن شراحیل تھا، بعض کا کہنا ہے کہ اس کا نام اسماء تھا، بعض نے اس کا نام فاطمہ بن ضحاک ذکر کیا ہے۔ جس طرح اس کے نام کے بارے میں اختلاف ہے اسی طرح اس بارے میں بھی اختلاف ہے کہ آپ ﷺ نے اس سے نکاح کرلیا تھا یا کرنا چاہتے تھے۔ نیز اس بارے میں بھی اختلاف ہے کہ آپ ﷺ نے اسے کس وجہ سے چھوڑا تھا۔ **(واللہ اعلم بالصواب)**

## ۵۔ بَابُ الْوَلِيْمَةِ ولیمہ کا بیان

**۱۰۴۱: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ اَلنَّبِيَّ ﷺ رَأَى عَلَى عَبْدِ اَلرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ ,فقَالَ "مَا هَذَا؟" قَالَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ! إِنِّي تَزَوَّجْتُ اِمْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ "فَبَارَكَ اَللَّهُ لَكَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ**

**مسلم، کتاب النكاح، باب الصداق و جواز كونه تعليم القرآن: ۱۴۲۷، البخاری: ۲۰۴۹ ، ۳۷۸۱، ۳۹۳۷، ۵۰۷۲، ۵۱۴۸، ۵۱۵۳، ۵۱۶۷، ۶۰۸۲، ابوداود: ۲۱۰۹، الترمذی: ۱۱۰۶، النسائی: ۶/۱۱۹ ، ۱۲۰، ابن ماجة: ۱۹۰۷، المؤطا: ۲/۵۴۵، احمد: ۳/۱۹۰، الدارمی: ۲۰۶۴، ابن حبان: ۴۰۶۰، ۴۰۶۱، ابویعلی: ۳۷۸۱، الطبرانی: ۷۲۸/۱، البیهقی: ۷/۲۳۶، الحمیدی: ۱۱۸۴**

۱۰۴۱: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زرد رنگ کا نشان دیکھا تو فرمایا: "یہ نشان کیسا ہے؟" انہوں نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! میں نے عورت سے گٹھلی بھر سونے کے عوض شادی کرلی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ تجھے مبارک کرے، ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی بکری سے کرو۔" (بخاری و مسلم، مذکورہ الفاظ مسلم کے ہیں۔)

**لغوی تحقیق:** **الولیمة**: یہ ولم سے مشتق ہے، ولم کے لغوی معنی زوجین کا اجتماع ہے، علامہ ثعلبی کہتے ہیں کہ ولیمہ کا اطلاق فقط شادی کے کھانے پر ہوتا ہے۔ **الاثر**: نشان یا علامت، یہاں اس سے مراد خوشبو کا نشان ہے۔ **صفرة**: صاد مضموم اور فاء ساکن، زردی یعنی زعفران کا نشان، بعض

روایات میں صراحتاً زعفران کا نشان مذکور ہے۔ نو اۃ: گٹھلی/ پانچ درہم۔

**تشریح:** یہاں لفظ ؛لــو ؛ کا استعمال اگرچہ تقلیل کیلئے ہے،لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ ایک بکری سے کم ولیمہ جائز نہیں، کیونکہ خود آپ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے بعد ستو اور کھجور سے ولیمہ کیا تھا۔ جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں مذکور ہے۔

**فقہی احکام:** (۱) ولیمہ کا اصل وقت تو خلوت صحیحہ کے بعد ہے تاہم نکاح کے بعد اور خلوت صحیحہ سے پہلے بھی درست ہے۔ (۲) ولیمہ حسب استطاعت کرنا مسنون ہے (۳) مرد کیلئے رنگ دار خوشبو کا استعمال کرنا ممنوع ہے تاہم اگر بیوی کے کپڑوں سے لگ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

**۱۰۴۲: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ " إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى اَلْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلِمُسْلِمٍ " إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ أَخَاهُ ,فَلْيُجِبْ; عُرُسًا كَانَ أَوْ نَحْوَهُ "**

البخاری، کتاب النکاح، باب حق اجابة الولیمة و الدعوة: ۵۱۷۳، مسلم: ۱۴۲۹، ابوداود: ۳۷۳۶، ۳۷۳۸، الترمذی: ۱۱۱۰، ابن ماجة: ۱۹۱۴، المؤطا: ۵۴۶/۲، ابن حبان: ۵۲۹۴

۱۰۴۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب آپ میں سے کسی ایک کو دعوت ولیمہ دی جائے تو وہ اسے ضرور قبول کرے۔" (بخاری ومسلم) اور مسلم میں ہے "جب آپ میں سے کوئی ایک اپنے بھائی کو دعوت دے تو وہ اسے ضرور قبول کرے، خواہ وہ شادی کی دعوت ہو یا کوئی اور ہو۔"

**لغوی تحقیق:** دعی: یہ دعوۃ سے ماخوذ ہے، دال کو مفتوح پڑھنے کی صورت میں اس کا معنی کھانے کی دعوت ہے، دال کو مضموم پڑھنے کی صورت میں اعلان جنگ ہے، اور دال کو مکسور پڑھنے کی صورت میں نسبت کرنے کے ہیں۔

**۱۰۴۳: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ " شَرُّ اَلطَّعَامِ طَعَامُ اَلْوَلِيمَةِ: يُمْنَعُهَا مَنْ يَأْتِيهَا ,وَيُدْعَى إِلَيْهَا مَنْ يَأْبَاهَا ,وَمَنْ لَمْ يُجِبِ اَلدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اَللَّهَ وَرَسُولَهُ "أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ .**

صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب الامر باجابة الداعی الی الدعوة: ۱۴۳۲، البخاری: ۵۱۷۷، ابوداود: ۳۷۴۲، ابن ماجة: ۱۹۱۳، المؤطا: ۵۴۶/۲، الدارمی: ۲۰۶۶، ابن حبان: ۵۳۰۴، ۵۳۰۵، البیهقی: ۲۶۱/۷، ۲۶۲، مشکل الآثار: ۱۴۴/۴، احمد: ۲۶۷/۲، ابن عدی: ۱۱۴۸، ۱۳۸۳، الاحکام الوسطی: ۱۵۸/۳، ۱۵۹، بیان الوهم والایهام: ۲۱۸، الحمیدی: ۱۱۷۱، سعید بن منصور: ۵۲۶

۱۰۴۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بدترین کھانا ولیمہ کا وہ کھانا ہے جس میں آنے والے حقداروں کو روکا جائے اور جو نہ آنا چاہتے ہوں انہیں مدعو کیا جائے، اور جس نے دعوت کو قبول نہ کیا، اس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی۔" (مسلم)

**لغوی تحقیق:** شر: بدترین، یہاں یہ اسم تفضیل کے صیغہ کے طور پر استعمال ہوا ہے یعنی اصل میں یہ ؛اشر ؛ تھا، ہمزہ کثرت استعمال کی وجہ سے حذف کر دیا گیا، نحاۃ اس ہمزہ کے حذف کو لازمی قرار دیتے ہیں، جبکہ حقیقتاً ایسا نہیں ہے، یعنی اسے پڑھا بھی جا سکتا ہے۔ یمنعها: مجہول ہونے کی وجہ سے علامت مضارع مضموم اور نون مفتوح ہے، دعوت ولیمہ سے محروم کیا جائے۔

**تشریح:** یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت الاعرج نقل کرتے ہیں، اور ان سے زہری، سعید مسیّب اور زیاد بن سعد نقل کرتے ہیں، زیاد بن سعد، اعرج سے یہ مرفوع نقل کرتے ہیں، سعید بن مسیّب اور زہری اکثر موقوف اور کبھی مرفوع نقل کرتے ہیں۔ امام مسلم، امام حمیدی، امام بیہقی اور امام طحاوی نے سفیان عن زیاد بن سعد کے طریق سے اس روایت کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع نقل کیا ہے۔ جبکہ امام مالک، امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام طحاوی، امام ابن حبان اور امام بیہقی عن الزہری عن الاعرج عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے موقوف نقل کرتے

ہیں۔اس روایت کوامام زہری سے موقوف نقل کرنے میں امام مالک کی متابعت نہ صرف معمر، اوزاعی اور صالح بن اخضر نے کی ہے بلکہ خود سفیان نے بھی کی ہے۔امام مالک، مرویات زہری میں سفیان سے مقدم ہیں۔شاید اسی بنا پر حافظ عبدالحق اشبیلی نے اس حدیث کو **الاحکام الوسطی** میں درج کرنے کے بعد؛ **روی موقوفاً**؛ کہہ کر اس کے معلول ہونے کا عندیہ دیا ہے۔

امام ابن حبان اس روایت کے موقوف طریق کو نقل کر کے فرماتے ہیں کہ میرے شیخ محمد بن حسن بن قتیبہ نے یہ روایت مجھے مرفوع بیان کی ہے، لیکن میں نے ان سے مروی موقوف طریق کو اس لئے نقل کیا ہے کہ امام زہری کے تمام تلامذہ ان سے یہ حدیث موقوف ہی نقل کرتے ہیں۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ سفیان کبھی اس روایت کو مرفوع اور کبھی موقوف نقل کرتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ امام مالک، مرویات زہری میں سفیان سے مقدم ہیں، لیکن سفیان ثقہ، حافظ اور متقن ہیں، پھر اس پر مستزاد یہ ہے کہ زیاد بن سعد سے مرفوع نقل کرنے میں کسی کو کوئی کلام نہیں، پھر ابن عمر سے مروی روایت اس کی شاہد بھی ہے۔انہیں شواہد کی بنا پر امام ابن قطان نے حافظ عبدالحق پر گرفت کی ہے کہ انہوں نے بعض غیر معلول روایات کو معلول قرار دیدیا ہے۔

ان بیانات سے یہ واضح ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث کا نہ صرف حکماً مرفوع ہونا بلکہ حقیقتاً مرفوع ہونا بھی ثابت ہے۔ موقوف طریق، سند کے اعتبار سے مختصر لیکن متن کے اعتبار سے مفصل ہے یعنی اس میں یہ صراحت ہے کہ دعوت ولیمہ میں تونگر لوگوں کو مدعو کیا جاتا ہے اور فقرا کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

**۱۰۴۴: وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ " إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيُجِبْ ; فَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ ,وَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيَطْعَمْ " أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ أَيْضًا.**

**مسلم، کتاب النکاح، باب الامر باجابة الداعی الی دعوة: ۱۴۳۱، ابوداود: ۲۴۶۰، الترمذی: ۷۸۴، ابن ماجة: ۱۷۵۰، احمد: ۲/۵۰۷، البیهقی: ۷/۲۶۳، ابن حبان: ۵۳۰۶، مشکل الآثار: ۴/۱۴۸، ۱۴۹، ابن ابی شیبة: ۳/۶۴، الحمیدی: ۱۰۱۲**

۱۰۴۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب آپ میں سے کسی ایک کو دعوت پر مدعو کیا جائے تو وہ اسے ضرور قبول کرے، اگر وہ روزے سے ہو تو دعوت کرنے والے کیلئے دعا کرے اور اگر بغیر روزے کے ہو تو ضرور کھائے۔" اسے بھی مسلم نے بیان کیا ہے

**لغوی تحقیق:** **فلیجب**: اس کے لفظی معنی قبول کرنے کے ہیں، لیکن یہاں اس سے مراد یہ ہے کہ وہ دعوت کرنے والے کے گھر پہنچے۔ **فلیصل**: یہاں اس سے مراد یہ ہے کہ اگر وہ روزے سے ہے تو بھی وہ دعوت کرنے والے کے گھر پہنچے، وہاں پہنچ کر روزے سے ہونے کی وجہ سے کھانا تو نہ کھائے، لیکن اس کیلئے دعا ضرور کرے۔اگر روزہ نفلی ہو تو پھر اسے روزہ قبل از وقت افطار کرنے کی بھی اجازت ہے۔

**۱۰۴۵: وَلَهُ مِنْ حَدِيثِ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ نَحْوُهُ وَقَالَ " فَإِنْ شَاءَ طَعِمَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ "**

**مسلم، کتاب النکاح، باب بالامر باجابة الداعی الی دعوة: ۱۴۳۰، ابوداود: ۳۷۴۰، ابن ماجة: ۱۷۵۱، احمد: ۳/۳۹۲، ابن حبان: ۵۳۰۳، مشکل الآثار: ۴/۱۴۸، البغوی: ۲۳۱۶**

۱۰۴۵: مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت بھی ایسے ہی مذکور ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر دل چاہے تو کھا لے اور دل چاہے تو چھوڑ دے۔"

**۱۰۴۶: وَعَنْ اِبْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ " طَعَامُ اَلْوَلِيمَةِ أَوَّلَ يَوْمٍ حَقٌّ ,وَطَعَامُ يَوْمِ اَلثَّانِي سُنَّةٌ ,وَطَعَامُ يَوْمِ اَلثَّالِثِ سُمْعَةٌ، وَمَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللهُ بِهِ " رَوَاهُ اَلتِّرْمِذِيُّ وَاسْتَغْرَبَهُ ,وَرِجَالُهُ رِجَالُ اَلصَّحِيحِ.**

الترمذی، ابواب النکاح، باب ماجاء فی اعلان النکاح: ۱۱۰۹، ھدی الساری: ۴۰۳، ۴۰۴، الاحکام الوسطی: ۲۲۶/۲، بیان الوھم والایھام: ۸۱۶، البیھقی: ۲۶۰/۷، تقریب: ۳۲۱/۱، ابن ماجۃ: ۱۹۱۵

تنبیہ: امام ترمذی نے امام بخاری کے حوالے سے زیاد بن عبداللہ کے بارے میں وکیع کا قول ان الفاظ سے نقل کیا ہے؛ زیاد بن عبداللہ مع شرفہ یکذب فی الحدیث ؛ جبکہ مؤلفؒ نے فتح الباری میں ابن معین کے حوالے سے وکیع کا قول ان الفاظ سے نقل کیا ہے؛ ھو مع شرفہ لا یکذب ؛ اور تقریب میں ہے؛ ولم یثبت ان وکیعا کذبہ؛ (واللہ اعلم بالصواب)

۱۰۴۶: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دعوت ولیمہ پہلے روز کرنا حق، دوسرے روز کرنا سنت، اور تیسرے روز کرنا نمود و نمائش کا اظہار ہے، جو نمود و نمائش کیلئے کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی دعوت کو نمود و نمائش کا ذریعہ بنا دے گا۔" اسے ترمذی نے بیان کیا ہے اور اسے غریب کہا ہے، جبکہ اس کے رواۃ صحیح کے رواۃ ہیں۔

**لغوی تحقیق:** حق: یہاں اس سے مراد واجب ہے۔ سنة : اس کی جمع سنن ہے یعنی طریقہ۔ فقہی اصطلاح میں ایسے طریقہ کو سنت کہتے ہیں جسے اللہ کے رسول ﷺ نے شریعت کی اکائی کی حیثیت سے اختیار کیا ہو، اور وہ واجب یا فرض نہ ہو۔ **سمعة:** سین مضموم اور میم ساکن، شہرت، ریا کاری۔ **سمع الله:** یعنی اللہ تعالیٰ اس کی اس دعوت کو اس کی بدنام شہرت کا ذریعہ بنا دے گا۔

**تشریح:** امام ترمذی یہ روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس روایت کو مرفوع فقط زیاد بن عبداللہ نے بیان کیا ہے، اور اس کی بہت سی مرویات عجیب اور منکر ہیں۔ اور امام بخاری محمد بن عقبہ کے حوالے سے بیان کرتے تھے کہ وکیع نے زیاد بن عبداللہ کو اس کی شرافت کے باوجود جھوٹا کہا ہے۔ مؤلف رحمہ اللہ التقریب میں فرماتے ہیں کہ یہ مغازی میں صدوق ثبت ہے اور ابن اسحاق کی مرویات کے علاوہ ضعیف ہے۔ واضح رہے کہ امام وکیع کا اسے جھوٹا کہنا ثابت نہیں، بخاری میں اس کی ایک روایت متابعۃ ہے۔ مؤلف رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن ادریس نے کہا کہ ابن اسحاق کی مرویات میں ابن اسحاق کے تلامذہ میں سے سب سے زیادہ اثبت یہی ہیں، کیونکہ اسے دو بار املا کرائی گئی تھی۔ صالح بن جزرہ فرماتے ہیں کہ زیاد فی نفسہٖ ضعیف ہے لیکن مغازی میں تمام رواۃ سے اثبت ہے۔

ان بیانات سے یہ واضح ہوا کہ مذکورہ روایت ضعیف ہے کیونکہ یہ روایت وہ ابن اسحاق سے نقل نہیں کرتے اور نہ یہ روایت مغازی سے متعلق ہے، امام ابن قطان فرماتے ہیں کہ یہ روایت عطاء بن سائب کے اختلاط کی وجہ سے ضعیف ہے۔

**فقہی احکام:** (۱) دعوت ولیمہ کا اہتمام خلوت صحیحہ کے بعد ہونا چاہیے، تاہم اس سے قبل بھی درست ہے۔ (۲) نکاح سے قبل دعوت ولیمہ کرنا درست نہیں۔ (۳) دعوت ولیمہ دو خاندانوں کے مابین الفت و مودت کے قیام کا ذریعہ ہے۔ (۴) دعوت ولیمہ میں فقرا کو نظر انداز کرنا درست نہیں۔ (۵) دعوت ولیمہ کو قبول کرنا ضروری ہے تاہم ایسی دعوت ولیمہ کو قبول نہ کیا جائے جس میں فقرا کو نظر انداز کیا گیا ہو۔ (۶) اگر طبیعت کھانے کیلئے مائل نہ ہو تو پھر کھانا نہ کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں تاہم وہاں پہنچنا ضروری ہے۔ (۷) کھانا کھانے کے بعد دعوت کرنے والے کے حق میں دعا کرنی چاہیے۔ (۸) اگر کوئی شخص روزے سے ہو تو اسے بھی اس مقام پر پہنچنا ضروری ہے لیکن کھانا ضروری نہیں۔ (۹) روزے دار ایسے لوگوں کے قریب بیٹھ سکتا ہے جو کھانا کھا رہے ہوں۔ (۱۰) روزے دار ایسے موقع پر یہ کہہ سکتا ہے کہ میں روزے سے ہوں۔

۱۰۴۷: **وَلَهُ شَاهِدٌ عَنْ أَنَسٍ** رضی اللہ عنہ **عِنْدَ اِبْنِ مَاجَهُ .**

البیھقی: ۲۶۰/۷، ابن ماجۃ: ۱۹۱۵، ابوداود: ۳۷۴۵، احمد: ۲۸/۵، الدارمی: ۲۰۶۵

تنبیہ: حدیث انس کی روایت کو ابن ماجہ کی طرف منسوب کرنا مؤلفؒ کا تسامح ہے، کیونکہ ابن ماجہ نے یہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نہیں بلکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے۔

۱۰۴۷: اس کی ایک شاہد روایت امام ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

**تشریح:** حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت بکر بن خنیس کی وجہ سے ضعیف ہے، اس حدیث کے کئی طرق اور شواہد ہیں، ان میں سے اکثر طرق اور شواہد ضعیف ترین ہیں جبکہ بعض میں ضعف کسی قدر کم ہے۔

**۱۰۴۸: وَعَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ أَوْلَمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ بِمُدَّيْنِ مِنْ شَعِيرٍ. أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ.**

بخاری، کتاب النکاح، باب من اولم باقل من شاة: ۵۱۷۲

۱۰۴۸: حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اپنی بعض ازواج مطہرات کا ولیمہ دو مد جو سے کیا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے

**لغوی تحقیق:** مدین: یہ مد کا تثنیہ ہے، ایک صاع میں چار مد ہوتے ہیں اور دو مد تقریباً سوا کلو کے برابر ہوتے ہیں، صاحب توضیح الاحکام کے بقول ایک صاع تین ہزار گرام کے برابر ہے۔ اسی بنا پر انہوں نے دو مد کا وزن 1.5 کلو بیان کیا ہے۔

**فقہی احکام:** (۱) دعوت ولیمہ میں گوشت کھلانا لازم نہیں۔ (۲) حسب طاقت کچھ بھی کھلایا جا سکتا ہے۔

**۱۰۴۹: وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ ,يُبْنَى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ ,فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى وَلِيمَتِهِ ,فَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ ,وَمَا كَانَ فِيهَا إِلَّا أَنْ أَمَرَ بِالْأَنْطَاعِ ,فَبُسِطَتْ ,فَأُلْقِيَ عَلَيْهَا التَّمْرُ ,وَالْأَقِطُ, وَالسَّمْنُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ,وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ.**

بخاری، کتاب النکاح، باب اتخاذ السراری و من اعتق جاریة ثم تزوجها: ۵۰۸۵، مسلم: ۱۳۶۵، النسائی: ۶/۱۳۴، البیہقی: ۱۴۸۶۸، ۱۴۸۷۲۔

۱۰۴۹: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر اور مدینہ منورہ کے مابین تین روز قیام فرمایا، اسی مقام پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے خلوت صحیحہ کی گئی، اور میں نے مسلمانوں کو آپ ﷺ کی دعوت ولیمہ کا پیغام پہنچایا، اس دعوت ولیمہ میں گوشت اور روٹی نہیں تھی، آپ ﷺ کے حکم کے مطابق دستر خوان لگائے گئے اور ان پر کھجوریں پنیر اور مکھن چن دیا گیا۔ (بخاری و مسلم اور مذکورہ الفاظ بخاری کے ہیں)

**لغوی تحقیق:** یبنی علیه: فعل مجہول ہونے کی وجہ سے علامت مضارع مضموم اور نون مفتوح ہے۔ یہ بناء سے ماخوذ ہے۔ علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ بناء سے مراد بیوی کے ساتھ خلوت صحیحہ کرنا ہے۔ الانطاع: ہمزہ مفتوح اور نون ساکن، یہ نطع کی جمع ہے، چمڑے کا دستر خوان۔ الاقط: ہمزہ مفتوح اور قاف مکسور، کھویا/پنیر۔

**تشریح:** حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت متعدد طرق سے مختلف الفاظ سے منقول ہے، ایک روایت میں ہے کہ صحابہ نے حیس تیار کیا، ایک روایت میں پنیر کی جگہ ستو کا ذکر ہے۔ یعنی کھجور، پنیر، مکھن اور ستو کو ملا کر ایک میٹھا کھانا تیار کیا، اس میٹھے کھانے کا نام حیس ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ حیس حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے تیار کیا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ کھجوریں، ستو اور مکھن صحابہ لے کر آئے تھے۔ یہ تمام طرق مل کر ایک مکمل روایت بنتی ہے۔

**فقہی احکام:** (۱) دعوت ولیمہ گوشت روٹی سے بھی کی جا سکتی ہے، زردے اور حلوے سے بھی کی جا سکتی ہے۔

(۲) شادی کے موقع پر دلہا سے مالی تعاون بھی کیا جا سکتا ہے۔

**۱۰۵۰: وَعَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ "إِذَا اجْتَمَعَ دَاعِيَانِ ,فَأَجِبْ أَقْرَبَهُمَا بَابًا ,فَإِنْ سَبَقَ أَحَدُهُمَا فَأَجِبِ الَّذِي سَبَقَ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ,وَسَنَدُهُ ضَعِيفٌ.**

ابو داود، کتاب الاطعمة، باب اذا اجتمع داعیان ایهما احق: ۳۷۵۶، احمد: ۴۰۸/۵

۱۰۵۰: نبی مکرم ﷺ کے صحابہ میں سے ایک شخص سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب دو آدمی دعوت دیں تو اس شخص کی دعوت کو قبول کرو جس کا دروازہ قریب ہو، اگر ایک شخص پہلے دعوت دے تو پھر اسی کی دعوت قبول کرو جو پہلے دے۔" اسے ابوداؤد نے روایت کیا، اس کی سند ضعیف ہے۔

**تشریح:** یہ روایت یزید بن عبدالرحمٰن دلانی کی وجہ سے ضعیف ہے۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی صحیح حدیث اس کی مؤید ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے عرض کیا گیا کہ میری دو پڑوسنیں ہیں، ان میں سے میرے تحفہ کی زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جس کا دروازہ تمہارے دروازے سے زیادہ قریب ہے۔"

**۱۰۵۱: وَعَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ "لا آكُلُ مُتَّكِئًا" رَوَاهُ اَلْبُخَارِيُّ.**

البخاری، کتاب الاطعمة، باب الاکل متکئا: ۵۳۹۸، ابو داود: ۳۷۶۹، الترمذی: ۱۹۰۶، النسائی فی الکبری: ۶۷۴۲، ابن ماجة: ۳۲۶۲، احمد: ۳۰۸/۴، الدارمی: ۲۰۷۱، البیهقی: ۴۹/۷، المعجم الاوسط: ۳۳، ۳۶۹۶

تنبیہ: یہ اور اس کے بعد والی حدیث کا تعلق آداب طعام سے ہے۔

۱۰۵۱: حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔" (بخاری)

**لغوی تحقیق:** متکئاً: صاحب محیط فرماتے ہیں کہ اس سے مراد زمین پر چوکڑی مار کر کھانا ہے، علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ عام لوگ کسی ایک پہلو کے سہارے بیٹھ کر کھانے کو ٹیک لگا کر کھانا خیال کرتے ہیں، اور یہ لفظ مذکورہ دونوں معانی میں مستعمل ہے۔

**تشریح:** آپ ﷺ نہ صرف خود ٹیک لگا کر نہیں کھاتے تھے بلکہ صحابہ کو بھی ٹیک لگا کر کھانے سے منع فرماتے تھے، جیسا کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

**فقہی احکام:** (۱) ٹیک لگا کر کھانا متکبرین کا شیوہ ہے، بنا بریں اس طرح کھانا ممنوع ہے۔ (۲) عاجزی سنت انبیاء ہے۔

**۱۰۵۲: وَعَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ "يَا غُلَامُ! سَمِّ اَللَّهَ وَكُلْ بِيَمِينِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ**

البخاری، کتاب الاطعمة، باب التسمیة علی الطعام والاکل بالیمین: ۵۳۷۶، مسلم: ۲۰۲۲، ابو داود: ۳۷۷۷، الترمذی: ۱۹۳۴، الدارمی: ۲۰۱۹، ابن ماجة: ۳۲۶۷

۱۰۵۲: حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "اے برخوردار! اللہ تعالیٰ کا نام لے کر سیدھے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔" (بخاری و مسلم)

**فقہی احکام:** (۱) کھانے کا آغاز بسم اللّٰہ سے کرنا چاہیے۔ (۲) کھانا سامنے سے کھانا چاہیے۔

**۱۰۵۳: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِقَصْعَةٍ مِنْ ثَرِيدٍ، فَقَالَ "كُلُوا مِنْ جَوَانِبِهَا ,وَلَا تَأْكُلُوا مِنْ وَسَطِهَا ,فَإِنَّ اَلْبَرَكَةَ تَنْزِلُ فِي وَسَطِهَا" رَوَاهُ اَلْأَرْبَعَةُ ,وَهَذَا لَفْظُ النَّسَائِيِّ ,وَسَنَدُهُ صَحِيحٌ.**

ابو داود، کتاب الاطعمة، باب ماجاء فی الاکل من اعلی الصحفة: ۳۷۷۲، الترمذی: ۱۸۸۱، النسائی فی الکبری: ۱۷۵/۴، ابن ماجة: ۳۲۷۷، احمد: ۲۷۰/۱، الدارمی: ۲۰۴۶، ابن حبان: ۵۲۴۵، الحاکم: ۱۱۶/۴، الحمیدی: ۵۲۹، البغوی: ۲۸۷۲

۱۰۵۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ثرید کا ایک پیالہ پیش کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنی

اپنی طرف سے کھاؤ اور درمیان سے مت کھاؤ، کیونکہ درمیان میں برکت کا نزول ہوتا ہے۔" (اسے چاروں نے بیان کیا ہے اور مذکورہ الفاظ نسائی کے ہیں اوراس کی سند صحیح ہے۔)

**لغوی تحقیق:** قصعة: قاف مفتوح اور صاد ساکن ،لکڑی سے بنا ہوا ایک برتن جو خوردونوش کیلئے استعمال ہوتا تھا۔ ثـريد: ثاء مفتوح اور راء مکسور، گوشت کے شوربے میں روٹی چور کرنا۔

**تشریح:** اس روایت کا مرکزی راوی عطاء بن سائب ہیں ،موصوف آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔امام شعبہ اور امام سفیان نے ان سے قبل از اختلاط احادیث سنی ہیں۔لہٰذا اس علت سے یہ روایت محفوظ ہے۔بنا بریں یہ حدیث صحیح ہے۔

**١٠٥٤:وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ مَا عَابَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ طَعَامًا قَطُّ كَانَ إِذَا اِشْتَهَى شَيْئًا أَكَلَهُ وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ.مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ**

البخاری، کتاب الاطعمة، باب ماعاب النبی ﷺ طعاماً: ٥٤٠٩، مسلم: ٢٠٦٤، ابوداود: ٣٧٦٣، الترمذی: ٢١١٧، ابن ماجة: ٣٢٥٩، احمد: ٤٧٤/٢، البیهقی: ٢٧٩/٧، ابن حبان: ٦٤٣٦ ، ٦٤٣٧، الدلائل للبیهقی: ٣٢١/١

١٠٥٤:حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی کسی کھانے کو معیوب نہیں گردانا، جب آپ ﷺ کو کسی چیز کی چاہت ہوتی تو تناول فرما لیتے اور اگر کسی چیز کو ناپسند فرماتے تو اسے چھوڑ دیتے۔(بخاری و مسلم)

**فقہی احکام:** (١) ہر حلال چیز کو کھانا لازم نہیں۔(٢) جو حلال چیز مزاج کے خلاف ہو اس کے کھانے سے اجتناب کیا جا سکتا ہے۔
(٣) اشیاءِ خوردونوش کو معیوب گرداننا ناپسندیدہ عمل ہے۔

**١٠٥٥:وَعَنْ جَابِرٍ ,عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ " لَا تَأْكُلُوا بِالشِّمَالِ ; فَإِنَّ اَلشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِالشِّمَالِ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ.**

مسلم، کتاب الاشربة، باب آداب الطعام و الشراب و احکامهما: ٢٠١٩، ٢٠٢٠،ابن ماجة:٣٢٦٨،احمد:٣٣٤/٣،ابن حبان: ٥٢٢٩

١٠٥٥:حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:"بائیں ہاتھ سے مت کھاؤ ، کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے۔"(مسلم)

**لغوی تحقیق:** الشیطان:اس کا مادہ کیا ہے؟اس بارے میں دو قول ہیں(١) یہ شطن سے ماخوذ ہے،شطن کے لفظی معنی دور ہونے کے ہیں، شیطان چونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور حق سے دور ہے،اس لئے اسے شیطان کہتے ہیں،اس صورت میں اس کا ؛ن؛ حروف اصلیہ میں شامل ہوگا اور ؛یاء؛ زائدہ ہوگی،اور اس کا وزن ؛فیعال؛ ہوگا۔(٢) بعض کا خیال ہے کہ یہ ؛شاط؛ سے ماخوذ ہے،اس کے لفظی معنی انتہا پسندی کے ہیں،یعنی وہ نافرمانی میں آخری حد کو پہنچ گیا۔اس صورت میں ؛یاء؛ حروف اصلیہ میں شامل ہوگی اور نون زائدہ ہوگا۔

**تشریح:** حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی مفہوم کی حدیث مروی ہے۔

**١٠٥٦: وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ اَلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ " إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ ,فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي اَلْإِنَاءِ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.**

البخاری، کتاب الوضوء، باب نهی الاستنجاء بالیمین: ١٥٣ ، ١٥٤ ، کتاب الاشربة: ٥٦٣٠، مسلم: ٢٦٧، الترمذی: ١٩٦٨، النسائی: ٤٣/١، احمد: ٣٨٣/٤، ابن حبان: ٥٢٢٨ ، ٥٣٢٨ ، ٥٣٣٠، ابن ابی شیبة: ٢١٩/٨

١٠٥٦: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:"جب آپ میں سے کوئی ایک چیز پیئے تو وہ برتن میں سانس مت لے۔" (بخاری و مسلم)

**لغوی تحقیق:** لا یتنفس:لام نہی ہونے کی وجہ سے فعل مجزوم ہے،یعنی سانس مت لے۔

**تشریح:** اطبا کا کہنا ہے کہ مشروب پینے والا اگر ایک ساتھ مشروب بھی پیئے اور سانس بھی لے تو اس صورت میں مرض خناق لاحق ہونے کا خدشہ ہے۔اس حدیث سے یہ واضح ہوا کہ اسلام کے اوامر ونواہی کے جہاں اخروی فوائد ہیں وہیں دنیاوی فوائد بھی ہیں۔

**فقہی احکام:** (۱) برتن میں سانس لینا درست نہیں۔(۲) برتن کے باہر تین سانس لے کر مشروب پینا باعث فرحت اور خیر وبرکت ہے۔

**۱۰۵۷: وَلِأَبِي دَاوُدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما نَحْوُهُ ,وَزَادَ " أَوْ يَنْفُخُ فِيهِ "وَصَحَّحَهُ اَلتِّرْمِذِيُّ.**

ابو داود، کتاب الاشربة، باب فی النفخ فی الشراب: ۳۷۲۸، الترمذی: ۱۹۶۷، ابن ماجة: ۳۴۲۹، احمد: ۲۲۰/۱

۱۰۵۷: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی اسی مفہوم کی حدیث ابوداؤد میں ہے۔اور اس میں یہ الفاظ بھی ہیں "یا وہ اس میں پھونک مارے۔" اسے ترمذی نے صحیح کہا ہے۔

**لغوی تحقیق:** ینفخ: یہ نفخ سے ماخوذ ہے،اس کے معنی منہ سے ہوا نکالنے کے ہیں۔

**تشریح:** آپ ﷺ نے برتن میں سانس لینے اور پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے،حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مشروب میں پھونک مارنے کی ممانعت فرمائی ہے۔یہ روایت ہر قسم کے غبار سے پاک ہے۔

## ۶۔ بَابُ الْقَسمِ بَيْنَ الزَّوْجَاتِ بیویوں کے مابین باری کی تقسیم کا بیان

**۱۰۵۸: عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ يَقْسِمُ ,فَيَعْدِلُ ,وَيَقُولُ "اَللَّهُمَّ هَذَا قَسْمِي فِيمَا أَمْلِكُ ,فَلَا تَلُمْنِي فِيمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ " رَوَاهُ اَلْأَرْبَعَةُ ,وَصَحَّحَهُ اِبْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ ,وَلَكِنْ رَجَّحَ اَلتِّرْمِذِيُّ إِرْسَالَهُ.**

ابو داود، کتاب النکاح، باب فی القسم بین النساء: ۲۱۳۴، الترمذی: ۱۱۵۵، النسائی: ۶۴/۷، ابن ماجة: ۱۹۷۱، احمد: ۱۴۴/۶، ابن حبان: ۴۲۰۵، الحاکم: ۱۸۷/۲، الدارمی: ۲۲۰۷، البیہقی: ۲۹۸/۷، العلل لابن ابی حاتم: ۴۲۵/۱، ابن ابی شیبة: ۳۸۶/۴، ۳۸۷

۱۰۵۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں کے مابین باری تقسیم فرماتے وقت عدل کو ملحوظ رکھتے تھے،اور فرماتے تھے "اے اللہ! میرے بس میں تقسیم ہے وہ میں نے کر دی اور جو میرے اختیار میں نہیں بلکہ تیرے اختیار میں ہے،اس میں تو مجھے ملامت مت کرنا۔" (اسے چاروں نے بیان کیا ہے،ابن حبان اور حاکم نے صحیح کہا ہے،لیکن ترمذی نے اس روایت کے مرسل طریق کو راجح قرار دیا ہے۔)

**لغوی تحقیق:** قسم: قاف مفتوح اور سین ساکن،تقسیم کرنا۔ **یقسم بین نسائه**: ہر بیوی کو اس کا حصہ دیتے تھے۔ **فیما تملک ولا املک**: اس سے مراد میلان قلبی ہے۔

**تشریح:** اس روایت کا مرکزی راوی ایوب ہے،ان سے یہ روایت حماد بن زید اور ان کے دیگر تلامذہ مرسل نقل کرتے ہیں،جبکہ حماد بن سلمہ مرفوع نقل کرتے ہیں۔ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہ سے سنا،وہ فرماتے تھے،میں ایسے کسی شخص کو نہیں جانتا جس نے اس روایت کو مرفوع بیان کرنے میں حماد بن سلمہ کی متابعت کی ہو۔

یعنی امام ترمذی کی تحقیق سے امام ابوزرعہ نے اتفاق کیا ہے۔اس کا سبب یہ ہے کہ حماد بن سلمہ کے حافظہ میں کچھ کمزوری تھی۔لہٰذا ابن حبان اور حاکم کا اس مرفوع طریق کو صحیح قرار دینا اور ذہبی کا ان کی موافقت کرنا ان کے تسامحات میں سے ہے۔

**فقہی احکام:** جس شخص کی ایک سے زائد بیویاں ہوں اس پر لازم ہے کہ وہ ہر بیوی کے ہاں یکساں قیام کرے۔

**۱۰۵۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ اَلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ " مَنْ كَانَتْ لَهُ اِمْرَأَتَانِ ,فَمَالَ إِلَى إِحْدَاهُمَا ,جَاءَ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ مَائِلٌ**

" رَوَاهُ أَحمَدُ ,وَالْأَرْبَعَةُ ,وَسَنَدُهُ صَحِيحٌ.

ابو داود، كتاب النكاح، باب في القسم بين النساء: ٢١٣٣، الترمذي: ١١٤١، النسائي: ٦٣/٧، ابن ماجة: ١٩٦٩، احمد: ٤٧١/٢، الدارمي: ٢٢٠٦، الحاكم: ١٨٦/٢، البيهقي: ٢٩٧/٧، ابن حبان: ٤٢٠٧

**۱۰۵۹:** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:"جس شخص کی دو بیویاں ہوں،اوراس کا میلان ان میں سے ایک کی طرف ہو، وہ قیامت کے روز اس حالت میں پیش ہوگا کہ اس کا ایک پہلو جھکا ہوا ہوگا۔"(اسے احمد اور چاروں نے روایت کیا ہے اوراس کی سند صحیح ہے۔)

**لغوی تحقیق:** شقه: شین مکسوراور قاف مشدد، اس کا پہلو۔ مائل: یہ اعتدال کی ضد ہے۔

**تشریح:** اس حدیث میں مذکور میلان سے مراد ظاہری میلان ہے، یعنی کسی ایک بیوی کو نان ونفقہ بہتر دینا اور زیادہ وقت اس کے ہاں گزارنا ہے۔ کسی بھی شوہر کیلئے ایسا کرنا ظلم وعدوان کے زمرے میں آتا ہے، اس جرم کی اللہ تعالیٰ نے جو سزائیں مقرر فرمائی ہیں ان میں سے ایک سزا یہ ہے کہ وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوگا تو اس کا ایک پہلو فالج زدہ ہوگا، جہاں تک قلبی رجحان کا تعلق ہے تو قلبی معاملات چونکہ انسان کے بس میں نہیں، اس لیے یہ یقیناً قابل مواخذہ نہیں، اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو ایسی سزا دیگا، جو ان کے عمل سے مشابہت رکھتی ہوگی۔

**فقہی احکام:** (۱) مرد کو اگرچہ ایک سے زائد بیویاں رکھنے کا اختیار ہے تاہم بہتر یہی ہے کہ وہ ایک بیوی پر اکتفا کرے۔ (۲) بیویوں کے ساتھ نان ونفقہ میں عدل وانصاف سے کام لینا فرض ہے۔ (۳) ہر بیوی کے ہاں ایک جیسا قیام کرنا لازم ہے۔ (۴) بیویوں کے مابین عدل وانصاف قائم کرنا حقوق العباد کے زمرے میں آتا ہے۔ (۵) حقوق العباد اس وقت تک معاف نہیں ہوں گے جب تک متعلقہ فرد معاف نہیں کرے گا۔

**۱۰۶۰:** وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مِنَ اَلسُّنَّةِ إِذَا تَزَوَّجَ اَلرَّجُلُ اَلْبِكْرَ عَلَى اَلثَّيِّبِ أَقَامَ عِنْدَ هَا سَبْعًا ,ثُمَّ قَسَمَ ,وَإِذَا تَزَوَّجَ اَلثَّيِّبَ أَقَامَ عِنْدَ هَا ثَلاثًا ,ثُمَّ قَسَمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ,وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ.

البخاري، كتاب النكاح، باب اذا تزوج الثيب على البكر: ٥٢١٤، مسلم: ١٤٦١، ابوداود: ٢١٢٤، الترمذي: ١١٣٩، ابن ماجة: ١٩١٦، الدارمي: ٢٢٠٩، الدارقطني: ٢٨٣/٣، البيهقي: ٣٠٢/٧، ابن حبان: ٤٢٠٨، عبدالرزاق: ١٠٦٤٢، ١٠٦٤٣

**۱۰۶۰:** حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مسنون طریقہ یہ ہے کہ جب آدمی بیوہ عورت سے شادی کرنے کے بعد کنواری لڑکی سے شادی کرے تو وہ اس کے پاس سات روز قیام کرے، پھر باری تقسیم کرے اور جب وہ بیوہ سے شادی کرے تو وہ اس کے پاس تین روز قیام کرے، پھر باری تقسیم کرے۔ (بخاری ومسلم، مذکورہ الفاظ بخاری کے ہیں)

**تشریح:** حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت صراحتاً مرفوع بھی منقول ہے۔

**فقہی احکام:** (۱) دوسری بیوی اگر کنواری ہو تو پھر شادی کے فوراً بعد شوہر اس کے ہاں سات روز قیام کرے۔

(۲) دوسری بیوی اگر بیوہ ہو تو پھر شوہر اس کے پاس تین روز قیام کرے۔ (۳) مذکورہ مدت گزرنے کے بعد باری تقسیم کرے۔

**۱۰۶۱:** وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ اَلنَّبِيَّ ﷺ لَمَّا تَزَوَّجَهَا أَقَامَ عِنْدَ هَا ثَلَاثًا ,وَقَالَ " إِنَّهُ لَيْسَ بِكِ عَلَى أَهْلِكِ هَوَانٌ ,إِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ لَكِ ,وَإِنْ سَبَّعْتُ لَكِ سَبَّعْتُ لِنِسَائِي " رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

مسلم، كتاب الرضاع، باب قدر ما تستحقه البكر و الثيب من اقامة الزوج عندها عقب الزفاف: ١٤٦٠، ابوداود: ٢١٢٢، ابن ماجة:

۱۹۱۷، المؤطا: ۲/ ۵۲۹، احمد: ۶/ ۲۹۲، الدارمی: ۲۲۱۰، ابن حبان: ۴۲۱۰، الدارقطنی: ۳/ ۲۸۴، البیھقی: ۷/ ۳۰۰، الطحاوی: ۳/ ۲۹، الطبرانی: ۲۲/ ۵۹۲، عبدالرزاق: ۱۰۶۴۶، الشافعی: ۲/ ۲۶، عشرۃ النساء للنسائی: ۴۰

**۱۰۶۱:** حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان سے نکاح کیا تو ان کے پاس تین روز قیام کیا، پھر فرمایا: "تیرے شوہر کے نزدیک تیری عزت وتکریم کم نہیں، اگر تم پسند کرو تو میں تمہارے پاس سات روز تک قیام کر لیتا ہوں، اس کے بعد میں اپنی ہر بیوی کے پاس سات سات روز قیام کروں گا۔" (مسلم)

**لغوی تحقیق:** اھلک: یہاں اہل سے مراد خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، کیونکہ شوہر اور بیوی ایک دوسرے کے اہل ہوتے ہیں۔ ھوان: حقارت، کم تر۔ سبعت: سین مفتوح اور باء مشدد، اگر آپ پسند کریں تو میں سات راتیں آپ کے پاس ٹھہر جاتا ہوں۔ اہل عرب ایک عدد سے لے کر دس عدد تک اسی عدد سے فعل بنا لیتے ہیں۔ جب کوئی شخص تین روز قیام کرے تو وہ اس کا اظہار؛ ثلثت؛ کہہ کر کرتا ہے۔

**تشریح:** اس حدیث سے دو باتیں واضح ہوئیں۔ (۱) ایسا شخص جس کی پہلے سے بیوی یا بیویاں ہوں اور وہ بیوہ سے شادی کرے تو وہ اس بیوہ کے پاس مسلسل تین روز قیام کرے گا، اس کے بعد باری مقرر کرے گا، لیکن اگر نئی دلہن اپنے شوہر سے مطالبہ کر دے کہ وہ اس کے پاس تین روز سے زیادہ قیام کرے تو شوہر ایسا کر سکتا ہے، لیکن جتنے روز وہ اس عورت کے پاس رہے گا پھر اتنے ہی روز وہ ہر بیوی کے پاس رہنے کا پابند ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا پہلے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس تین روز قیام فرمایا۔ (۲) خاوند اور بیوی ایک دوسرے کے اہل ہیں، اس موقف کی تائید ایک دوسری حدیث سے بھی ہوتی ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تو اپنے اہل (اپنی بیوی) کے بارے میں بھلائی ہی جانتا ہوں۔"

**۱۰۶۲: وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ رضی اللہ عنہا وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا, وَكَانَ اَلنَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ يَوْمَهَا وَيَوْمَ سَوْدَةَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.**

البخاری، کتاب النکاح، باب المرأۃ تھب یومھا من زوجھا لضرتھا: ۵۲۱۲، مسلم: ۱۴۶۳، ابوداود: ۲۱۳۵، ابن ماجۃ: ۱۹۷۲، ابن حبان: ۴۲۱۱، البیھقی: ۷/ ۷۴، ۷۵

**۱۰۶۲:** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری کا دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا تھا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایک دن ان کا اور ایک دن حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا دیتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

**تشریح:** نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت سودہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ایک ہی سن نبوت میں کیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت باکرہ اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا معمر تھیں، جب حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سونپی تھی اس وقت وہ عمر رسیدہ ہو چکی تھیں۔

**فقہی احکام:** ایک بیوی رضا کارانہ طور پر اپنی باری کسی دوسری بیوی کو دینے کی مجاز ہے۔

**۱۰۶۳: وَعَنْ عُرْوَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا يَا ابْنَ أُخْتِي! كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يُفَضِّلُ بَعْضَنَا عَلَى بَعْضٍ فِي اَلْقَسْمِ مِنْ مُكْثِهِ عِنْدَنَا, وَكَانَ قَلَّ يَوْمٌ إِلَّا وَهُوَ يَطُوفُ عَلَيْنَا جَمِيعًا, فَيَدْنُو مِنْ كُلِّ اِمْرَأَةٍ مِنْ غَيْرِ مَسِيسٍ, حَتَّى يَبْلُغَ اَلَّتِي هُوَ يَوْمُهَا, فَيَبِيتُ عِنْدَهَا. رَوَاهُ أَحْمَدُ, وَأَبُو دَاوُدَ وَاللَّفْظُ لَهُ, وَصَحَّحَهُ اَلْحَاكِمُ.**

ابوداود، کتاب النکاح، باب فی القسم بین النساء: ۲۱۳۵، احمد: ۶/ ۱۰۷، الحاکم: ۲/ ۱۸۶، البغوی: ۲۳۲۴

تنبیہ: مطبوعہ ابوداؤد میں ؛حتی یبلغ الی التی ؛ ہے جبکہ بلوغ المرام کے مطبوعہ نسخوں میں ؛حتی یبلغ التی ؛ ہے اور مؤلفؒ نے مذکورہ الفاظ کو ابوداؤد کی طرف منسوب کیا ہے۔

۱۰۶۳: حضرت عروۃ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، اے میرے بھانجے! رسول اللہ ﷺ باری کی تقسیم میں ہم میں سے کسی ایک بیوی کو دوسری بیویوں پر برتری نہیں دیتے تھے، ہمارے پاس آپ ﷺ کے قیام کرنے کا روزانہ معمول یہ تھا کہ آپ ﷺ اپنی ہر بیوی کے گھر جاتے لیکن اسے چھوتے نہیں تھے، بالآخر آپ ﷺ اس بیوی کے گھر تشریف لے جاتے جس کی باری ہوتی، اور رات اسی کے پاس بسر کرتے، شاید ہی ایسا کوئی دن ہو، جس دن آپ ﷺ تمام بیویوں کے گھروں میں نہ گئے ہوں۔ (اسے احمد اور ابوداؤد نے بیان کیا ہے، مذکورہ الفاظ ابوداؤد کے روایت کردہ ہیں، امام حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔)

**لغوی تحقیق:** مکثه: میم مضموم اور کاف ساکن، آپ ﷺ کا قیام کرنا۔ یطوف علینا: ہم میں سے ہر ایک بیوی کے حجرے میں تشریف لاتے مسیس: میم مفتوح، چھونا، لیکن یہاں اس سے مراد جماع ہے۔

**تشریح:** اس روایت میں یہ مذکور نہیں کہ آپ ﷺ دن کے کس حصہ میں اپنی تمام ازواج مطہرات کے حجروں میں تشریف لے جاتے تھے لیکن صحیح مسلم میں یہ صراحت ہے کہ ایسا آپ ﷺ عصر کی نماز کے بعد جایا کرتے تھے۔

**فقہی احکام:** (۱) جس شخص کی ایک سے زائد بیویاں ہوں وہ ہر ایک کو الگ الگ گھر میں رکھے۔ (۲) جس بیوی کی باری ہو، رات تو اسی کے گھر میں بسر کی جائے لیکن چکر دوسری کے گھر میں بھی لگا کر اسے بھی سودہ سلف مہیا کرے۔ (۳) جس بیوی کی جس روز باری نہ ہو، اس سے اس روز بھی پیار کیا جاسکتا ہے، مگر جماع نہیں کیا جاسکتا۔

**۱۰۶۴: وَلِمُسْلِمٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ إِذَا صَلَّى اَلْعَصْرَ دَارَ عَلَى نِسَائِهِ ,ثُمَّ يَدْنُو مِنْهُنَّ. اَلْحَدِيثَ.**

مسلم، کتاب الطلاق، باب وجوب الكفارة على من حرم امرأته ولم ينو الطلاق: ۱۴۷۴، البخاری: ۵۲۱۶

تنبیہ: مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو فقط مسلم کی طرف منسوب کیا ہے، جبکہ یہ روایت بخاری میں بھی ہے۔

۱۰۶۴: مسلم میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب عصر کی نماز پڑھ لیتے تو اپنی تمام بیویوں کے ہاں تشریف لے جاتے، اور ان سے پیار فرماتے۔

**۱۰۶۵: وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُولَ اَللَّهِ ﷺ كَانَ يَسْأَلُ فِي مَرَضِهِ اَلَّذِي مَاتَ فِيهِ " أَيْنَ أَنَا غَدًا؟ " يُرِيدُ يَوْمَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا, فَأَذِنَ لَهُ أَزْوَاجُهُ يَكُونُ حَيْثُ شَاءَ ,فَكَانَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.**

البخاری، کتاب النکاح، باب اذا استأذن الرجل نسائه فی ان یمرض فی بیت بعضهن فاذن له: ۵۲۱۷، مسلم: ۲۴۴۳

۱۰۶۵: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس بیماری میں فوت ہوئے، اس میں دریافت فرماتے تھے، کل میری باری کس کے ہاں ہے؟ آپ ﷺ پسند فرماتے تھے کہ کل کا دن عائشہ کا ہو؟ چنانچہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات نے آپ ﷺ کو اختیار دے دیا کہ آپ ﷺ جس بیوی کے ہاں قیام فرمانا چاہیں فرمالیں، چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں قیام فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

**لغوی تحقیق:** غدا: غین مفتوح اور دال منصوب، آنے والا کل۔

**فقہی احکام:** (۱) اشارہ اور کنایہ سے بات کرنا بھی درست ہے، بشرطیکہ مخاطب میں سمجھنے کی صلاحیت ہو۔ (۲) حالت بیماری میں بھی تقسیم لازم ہے۔ (۳) جماع کی خواہش ختم ہونے کے بعد بھی باری لازم ہے۔ (۴) حالت بیماری میں اگر ادھر ادھر منتقل ہونا دشوار ہو تو پھر دوسری بیویوں سے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔ (۵) بیویوں کو چاہیے کہ وہ اجازت دیدیں۔

**١٠٦٦: وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ ,فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا ,خَرَجَ بِهَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.**

البخاری، کتاب الشهادات، باب تعدیل النساء بعضهن بعضاً: ٢٦٦١، مسلم: ٧٧٠٢، ابوداود: ٢١٣٨، ابن ماجة: ١٩٧٠، احمد: ١٩٧/٦، الدارمی: ٢٢٢٠، عشرة النساء: ٤٥، ابویعلیٰ: ٤٩٢٧، ٤٩٣٥، الطبرانی: ١٣٤/٢٣، ١٣٥، البیهقی: ٣٠٢/٧، عبدالرزاق: ٩٧٤٨، ابن حبان: ٤٢١٢

١٠٦٦: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے، جس بیوی کا قرعہ نکل آتا، آپ ﷺ انہیں اپنے ہمراہ لے جاتے۔ (بخاری و مسلم)

**فقہی احکام:** (١) جائز امور میں قرعہ اندازی کرنا درست ہے۔ (٢) قرعہ اندازی کیلئے کوئی سا بھی طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ (٣) قرعہ اندازی دیانتداری کے ساتھ لازم ہے۔ (٤) خواتین کو بھی غزوات میں لے جایا جا سکتا ہے۔ (٥) نوجوان مردوں کو چاہیے کہ وہ سفر میں بھی اپنی بیویاں ساتھ رکھیں۔

**١٠٦٧: وَعَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ " لَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمْ اِمْرَأَتَهُ جَلْدَ اَلْعَبْدِ " رَوَاهُ اَلْبُخَارِيُّ.**

البخاری، کتاب النکاح، باب مایکره من ضرب النساء: ٥٢٠٤، مسلم: ٢٨٥٥، ابن ماجة: ١٩٨٣، الدارمی: ٢٢٢٠، ابن حبان: ٤١٨٩، ٤١٩٠، عبدالرزاق: ١٧٩٤٥، الطبرانی: ٧٨٥، البیهقی: ٣٠٥/٧، ابوداود: ٢١٤٦، الشافعی: ٢٨/٢، الحاکم: ١٨٨/٢

١٠٦٧: حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی ایک اپنی بیوی کی ایسے پٹائی مت کرے جیسے غلاموں کی پٹائی کی جاتی ہے۔" (بخاری)

**تشریح:** اس حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ غلاموں پر تشدد کرنا جائز ہے، زیادتی تو کسی پر بھی جائز نہیں خواہ وہ غلام ہو یا بیوی، رحمت عالم ﷺ نے تو غلاموں کے ساتھ بھی ہمدردانہ رویہ اختیار کرنے کی ترغیب فرمائی ہے۔ زمانہ جاہلیت میں چونکہ غلاموں سے جانوروں جیسا سلوک کیا جاتا تھا، اور غلاموں کی پٹائی کے مناظر لوگوں کے مشاہدے میں تھے، اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ "بیویوں پر ایسا تشدد مت کرو جیسا کہ غلاموں پر کیا جاتا ہے۔" حضرت ایاس بن عبداللہ بن ابی ذباب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کی بندیوں کی پٹائی مت کیا کریں۔"

**فقہی احکام:** بیویوں پر تشدد کرنا ممنوع ہے۔ البتہ بوقت ضرورت تادیبی کاروائی کی جا سکتی ہے۔

## ٧۔ بَابُ الْخُلْعِ — بیوی کا شوہر سے علیحدگی اختیار کرنے کا بیان

**١٠٦٨: عَنِ اِبْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ اِمْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ أَتَتِ اَلنَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اَللَّهِ! ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مَا أَعِيبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَلَا دِينٍ ,وَلَكِنِّي أَكْرَهُ اَلْكُفْرَ فِي اَلْإِسْلَامِ ,قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ " أَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ؟ " قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ " اِقْبَلِ اَلْحَدِيقَةَ ,وَطَلِّقْهَا تَطْلِيقَةً " رَوَاهُ اَلْبُخَارِيُّ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ، وَأَمَرَهُ بِطَلَاقِهَا.**

البخاری، کتاب الطلاق، باب الخلع و کیف الطلاق فیه: ٥٢٧٣ - ٥٢٧٦، النسائی: ١٦٩/٦، ابن ماجة: ٢٠٥٦، ابن الجارود: ٧٥٠، الدارقطنی: ٤٦/٤، البیهقی: ٣١٣/٧، ابن حبان: ٤٢٨٠، ابوداود: ٢٢٢٨

١٠٦٨: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض

گزاری کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ! مجھے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے اخلاق اور ان کی دینداری میں کوئی کلام نہیں، لیکن میں اسلام قبول کرنے کے بعد کفر اختیار کرنے کو ناپسند کرتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم اسے اس کا باغ واپس کر دو گی؟" اس نے عرض کیا، جی ہاں۔ آپ ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "اپنا باغ واپس لے لو اور اسے طلاق دے دو۔" (اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔) بخاری کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو طلاق دینے کا حکم دیا۔

**لغوی تحقیق:** **الخلع**: خاء مضموم اور لام ساکن، یہ؛ **خلع الثوب** ؛ سے ماخوذ ہے، یعنی اس کے لفظی معنی لباس اتارنے کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے چونکہ شوہر اور بیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے، بنا بریں شوہر کو فدیہ دے کر اس سے گلوخلاصی کرنے کو بھی خلع کہا گیا ہے۔ شرعی اصطلاح میں شوہر کا اپنی بیوی سے یا اس کے سرپرست سے معاوضہ لے کر مخصوص الفاظ کے ذریعے اپنی بیوی کو چھوڑ دینا خلع کہلاتا ہے۔ خلع کے بعد شوہر کو رجوع کا حق حاصل نہیں رہتا، ہاں اگر بیوی رضامند ہو جائے تو پھر عقد جدید کے ساتھ رجوع ہو سکتا ہے۔ **ما اعیب علیہ**: میں اس میں اخلاق اور دین کے اعتبار سے کوئی عیب نہیں دیکھتی۔ **خلق**: خاء اور لام مضموم، وصف حمیدہ۔

**١٠٦٩: وَلِأَبِي دَاوُدَ ,وَالتِّرْمِذِيِّ وَحَسَّنَهُ أَنَّ اِمْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ رضی اللہ عنہ اِخْتَلَعَتْ مِنْهُ ,فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ عِدَّتَهَا حَيْضَةً.**

ابوداود، تفریع ابواب الطلاق، باب فی الخلع: ٢٢٢٩ ، ٢٢٣٠، الترمذی: ١٢٠٢

**١٠٦٩: ابوداؤد** اور ترمذی میں ہے، امام ترمذی نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے ان سے خلع حاصل کیا اور نبی ﷺ نے اس کیلئے فقط ایک حیض عدت مقرر فرمائی۔

**تشریح:** حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فتویٰ اسی حدیث کے مطابق ہے۔

**١٠٧٠: وَفِي رِوَايَةِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ,عَنْ أَبِيهِ ,عَنْ جَدِّهِ عِنْدَ اِبْنِ مَاجَهْ ، أَنَّ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ رضی اللہ عنہ كَانَ دَمِيمًا وَأَنَّ اِمْرَأَتَهُ قَالَتْ لَوْلَا مَخَافَةُ اَللَّهِ إِذَا دَخَلَ عَلَيَّ لَبَسَقْتُ فِي وَجْهِهِ.**

ابن ماجة، ابواب النکاح، باب المختلعة یا خذ ما اعطاها: ٢٠٥٧، احمد: ٣/٤، السیر: ١/٣٠٨-٣١٤

**١٠٧٠: امام ابن ماجہ** نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے نقل کیا ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ چھوٹے قد کے بدصورت آدمی تھے، اس کی بیوی نے عرض کیا کہ اگر مجھے اللہ کا ڈر نہ ہوتا تو میں اس وقت اس کے منہ پر تھوک دیتی جب وہ میرے پاس خلوت میں آیا تھا۔

**لغوی تحقیق:** **دمیما**: چھوٹے قد کا بدصورت شخص۔ **لبصقت**: البتہ تھوک دیتی۔

**تشریح:** یہ روایت حجاج بن ارطاء کی وجہ سے ضعیف ہے اس لیے یقینی طور پر یہ کہنا مشکل ہے کہ اس خاتون نے کس علت کی بنا پر خلع کا مطالبہ کیا تھا، تاہم یہ بات صحیح سند سے ثابت ہے کہ ثابت بن قیس کی بیوی نے ان سے خلع لیا تھا، حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کا شمار نجباء اصحاب محمد ﷺ میں ہوتا ہے، یہ غزوہ بدر میں تو حاضر نہیں ہوئے تھے، لیکن غزوہ احد میں اور بیعت رضوان میں شریک تھے، ان کی آواز بھاری تھی اور وہ اعلیٰ پائے کے خطیب تھے، جب تمیم قبیلے کا وفد آپ ﷺ کے پاس آیا تو اس نے بعض باتوں میں اپنی برتری ثابت کرنے کی کوشش کی، اس موقع پر آپ ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم انہیں جواب دو، چنانچہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد ایسا جامع خطاب فرمایا کہ رحمت عالم ﷺ نے ان کی تقریر سن کر خوشی کا اظہار فرمایا۔

**١٠٧١: وَلِأَحْمَدَ مِنْ حَدِيثِ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ رضی اللہ عنہ وَكَانَ ذَلِكَ أَوَّلَ خُلْعٍ فِي اَلْإِسْلَامِ.**

مسند احمد: ٣/٤، البیهقی، کتاب الخلع و الطلاق: ١٥٢٠٥ - ١٥٢٢٠ ، ١٥٢٣٦

۱۷۰۱: امام احمد نے حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اسلام میں یہ پہلا خلع تھا۔

**تشریح:** اس خاتون کے نام کے بارے میں رواۃ میں باہمی اختلاف پایا جاتا ہے، محترمہ عمرۃ بنت عبدالرحمٰن نے اس کا نام حبیبہ بنت سہل نقل کیا ہے اور یہ روایت انہوں نے حبیبہ بنت سہل ہی سے نقل کی ہے اور یہی نام صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ عمرۃ نے خلع سے متعلق جو روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے، اس میں بھی اس خاتون کا نام حبیبہ بنت سہل ہی مذکور ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ان کے شاگرد عکرمہ نے نقل کی ہے۔ عکرمہ سے ان کے تلامذہ تین طرح نقل کرتے ہیں۔ بعض نے صرف یہ نقل کیا ہے کہ وہ خاتون ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، اور یہ بات عمرۃ بنت عبدالرحمٰن سے مروی روایت میں بھی مذکور ہے۔ بعض نے اس خاتون کو عبداللہ بن ابی کی ہمشیرہ اور بعض نے بیٹی ذکر کیا ہے۔ جنہوں نے بہن ذکر کیا ہے، انہوں نے اس کا نام جمیلہ بنت السلول بیان کیا ہے، بعض نے ان سے یہ روایت موصولاً اور بعض نے مرسل بیان کی ہے۔ ابوزبیر نے بھی یہ روایت مرسل بیان کی ہے اور اس میں انہوں نے اس عورت کا نام زینب بنت عبداللہ بن ابی ذکر کیا ہے۔

اس مسئلہ میں دوسرا اختلاف یہ ہے کہ آیا شوہر فقط حق مہر کی واپسی ہی کا مطالبہ کرنے کا مجاز ہے یا کچھ زائد بھی لے سکتا ہے؟ ابن جریج سے مروی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے حق مہر سے زائد لینا ممنوع قرار دیا تھا، ایک طریق میں ہے کہ آپ ﷺ نے جب اس خاتون سے فرمایا کہ تم وہ باغ جو اس نے تمہیں بطور حق مہر دیا ہے واپس کر دو گی تو اس نے عرض کیا، وہ بھی اور کچھ اور بھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اور تو نہیں، لیکن باغ واپس کر دو۔" ابوزبیر سے مروی روایت بھی اس کی مؤید ہے۔ لیکن یہ تمام طرق مرسل ہیں۔ مرفوع طرق میں فقط باغ واپس کرنے کا ذکر ہے، زائد کا تذکرہ نہیں۔

اس مسئلہ میں تیسرا اختلاف یہ ہے کہ خلع طلاق ہے یا فسخ نکاح ہے؟ راجح یہی ہے کہ خلع فسخ نکاح ہے، لیکن اگر عورت راضی ہو تو پھر نکاح جدید کے ساتھ رجوع ہو سکتا ہے یعنی طلاق بائنہ کی مانند ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے خلع کو طلاق بائنہ قرار دیا تھا۔ اس بارے میں چوتھا اختلاف یہ ہے کہ ایسی عورت پر عدت کتنی ہے؟ بعض کا خیال ہے کہ طلاق والی عدت ہے۔ یعنی تین حیض اور بعض کا کہنا ہے کہ فقط ایک حیض ہے، یہی راجح ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے اس خاتون کو ایک حیض انتظار کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بھی فتوی یہی ہے۔

**فقہی احکام:** (۱) عورت شرعی عذر کی بنا پر شوہر سے خلع لینے کی مجاز ہے۔ (۲) شوہر کے بدمزاج یا بدصورت ہونے کی صورت میں بھی خلع لینے کی مجاز ہے۔ (۳) شوہر خلع کے عوض حق مہر کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ (۴) حق مہر بچانے کیلئے بیوی کو خلع لینے پر مجبور کرنا ظلم ہے۔ (۵) خلع سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ (۶) ایسی عورت کی عدت فقط ایک حیض ہے۔